لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

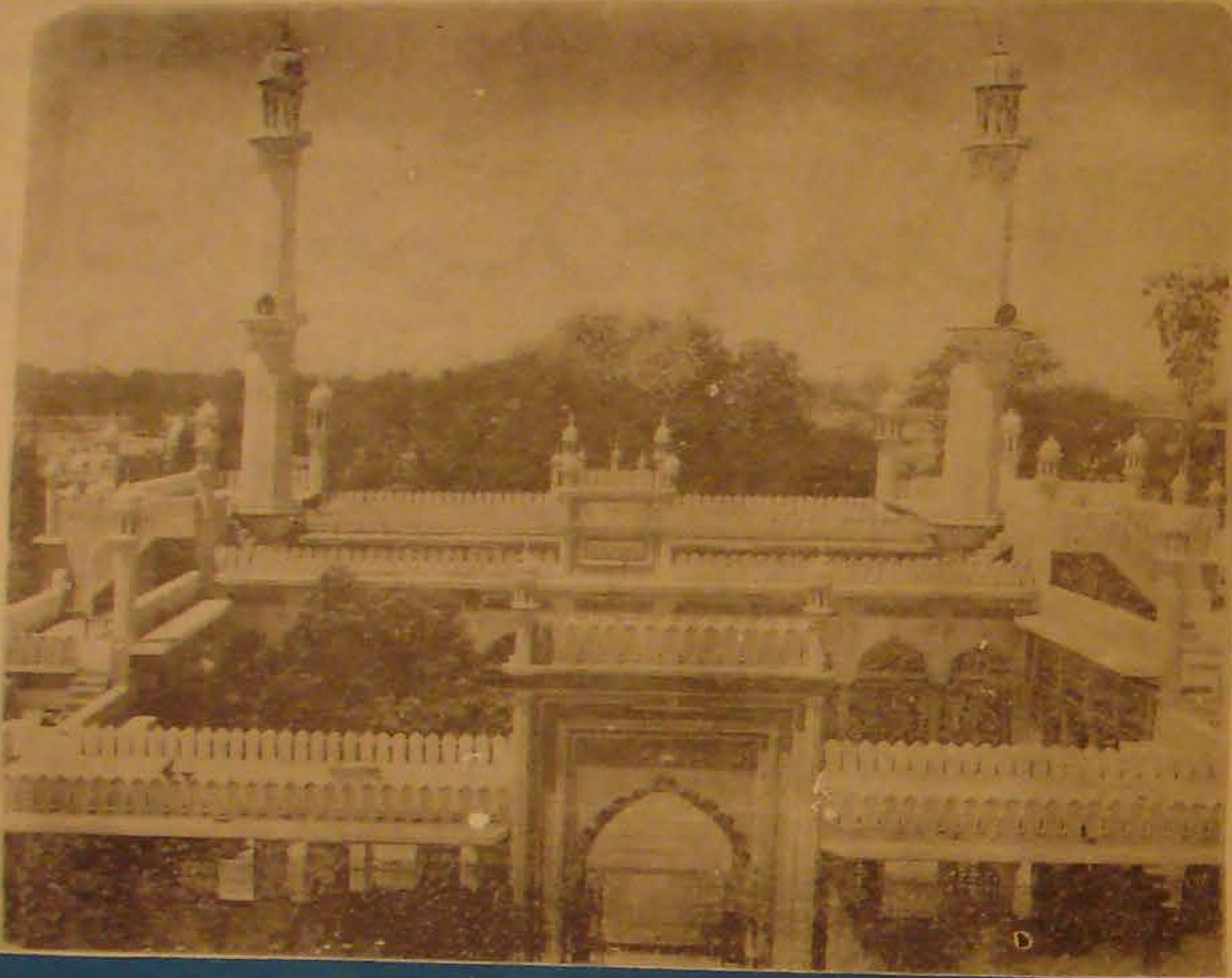

Regd No. LW/NP 56

TAMEER-E-HAYAT

Phone: 42948 / 42947

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW 230007 (INDIA)

اسٹاف کوارٹرس

حضرات اساتذہ کرام کے لئے رہائشی مکانات کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے چنانچہ چار دو منزلہ مکانات کی تعمیر مکمل ہو گئی زیر استعمال ہیں، لیکن مزید مکانات کی ضرورت ہے۔

کُتب خانہ

دار العلوم ندوۃ العلماء کا کتب خانہ ہندوستان کے گنے چنے کتب خانوں میں سے ایک معروف و مشہور کتب خانہ سمجھا جاتا ہے، جہاں علوم سے دلچسپی رکھنے والے بیرونی ممالک کے بھی لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ یہ کتب خانہ دار العلوم کے وسیع و عریض ہال میں عرصے سے قائم ہے اسکے لئے علیحدہ عمارت کی ضرورت کا عرصہ سے احساس ہوتا رہا، بحمد اللہ کتب خانہ کی نئی عمارت کی تعمیر کا آغاز ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ تکمیل فرمائے۔

دار تحفیظ القرآن الکریم

دار العلوم ندوۃ العلماء نے جب دار العلوم میں شعبہ حفظ کا افتتاح کیا تھا اسیوقت یہ ارادہ بھی کر لیا تھا کہ اس شعبہ کے لئے علیحدہ عمارت ہوگی جس میں تعلیم کے ساتھ رہائش کا بھی نظم ہوگا۔ اس عمارت کا بھی نقشہ منظور ہو گیا ہے

خدا کے بھروسہ پر مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب عبد اللہ بن عبد اللہ زائد کے ہاتھوں اس کا بھی سنگ بنیاد رکھ دیا گیا نیز انھیں کے ہاتھوں طلبہ کی سہولت کی خاطر ایک ڈسپنسری کی بھی بنیاد رکھ دی گئی۔

پریس اور دفاتر کی عمارت

پریس اور مختلف دفاتر کے لئے علیحدہ ایک عمارت بھی عرصے سے زیر تجویز رہی ہے تاکہ دار العلوم کی عمارت صرف تعلیمی اغراض ہی میں استعمال ہو، سارے درجات اسی میں رہیں جگہ کی تنگی کی وجہ سے جو انتشار کبھی کبھی ہو جاتا ہے وہ ختم ہو جائے چنانچہ اس عمارت کا بھی نقشہ منظور ہو گیا ہے اور اس عمارت کی تعمیر بھی ہونا ہے۔

ان گذارشات کے بعد آپ سے ہماری درخواست ہے کہ وقت کی اس ضرورت اور دار العلوم کی افادیت کو سمجھتے ہوئے پوری فراخدلی اور ہمت سے کام لیکر ان تمام کاموں میں بھرپور تعاون و اعانت فرمائیں کہ ہندوستان میں دین کے قلعوں کی حفاظت کی اس سے بہتر کوئی سبیل اور اس سے زیادہ پائیدار کوئی صدقہ جاریہ نہیں۔ آپ میں سے جو لوگ ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی میں شریک تھے، ان کو یاد ہوگا کہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ نے غیر ملکی معزز عرب مہمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:-

"یہ سونے کی چڑیاں سب اڑ جائیں گی، ہم اور آپ یہاں رہینگے، آپ یہ نہ سمجھیں کہ اب آپ کو چھٹی مل گئی، ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں، ہمارے سفیر آپ کے گھروں پر جائینگے، آپ کے چار آنے آٹھ آنے ہم کو عزیز ہیں۔ یہ جو کچھ دینگے وہ اس دولت کا ہزارواں حصہ ہوگا جو خدا نے انکو دیا ہے اور جو آپ دینگے وہ آپکے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہوگی"

خدا کا شکر ہے کہ ہم ان بیش قیمت اصولوں کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں، ہمارے نزدیک مالیات، بجٹ اور عظیم الشان عمارتوں سے زیادہ وہ مقصد عزیز ہے جس کے لئے یہ دار العلوم قائم کیا گیا ہے، یعنی جدید زمانہ میں اسلام کی موثر اور صحیح ترجمانی دین و دنیا کی جامعیت اور علم و روحانیت کے اجتماع کی کوشش، فتنۂ لادینیت اور ذہنی ارتداد کا مقابلہ اسلام پر اعتماد اور علوم اسلامیہ کی برتری و امتیاز کا اعلان و اظہار، دین حق سے وفاداری اور شریعت پر استقامت، مسئلہ کی اس قدر تشریح اور وضاحت کے بعد ہمیں اب مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں، ہم اللہ کا نام لے کر انمیں سے متعدد اہم کام جنمیں سرفہرست "دار تحفیظ القرآن الکریم" اور ایک عظیم الشان لائبریری کا قیام ہے (جہاں انشاء اللہ مطالعہ، بحث و تحقیق اور علمی استفادہ کا اعلیٰ انتظام ہوگا) آغاز کر رہے ہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں سے خواہ وہ اس طویل و عریض ملک کے کسی علاقے کے ہوں ہماری مکرر درخواست ہے کہ وہ اس کام کی اہمیت کو سمجھیں اور اسکو اپنا ہی کام سمجھیں، ہمیں یقین اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر پورا بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ مولانا مدظلہ کی بیش قیمت و بابرکت رہنمائی و نظامت میں اگر احباب و مخلصین نے پوری دلچسپی لی تو ہمارا یہ پیغام نہ صرف ملک کے گوشہ گوشہ بلکہ عالم اسلام کے کونے کونے میں پہونچے گا۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیز

(مولانا) معین اللہ ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء)

(مولانا) محب اللہ لاری ندوی
(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)

(جناب) مصباح الدین نقوی
(معتمد مال ندوۃ العلماء)

شرح تعاون
اندرون ملک ــــــ ۱۲ روپئے
فی پرچہ ــــــ ۵۰ پیسے
بیرون ملک۔ بحری ڈاک۔ جملہ ممالک ۲ پونڈ
ہوائی ڈاک
ایشیائی ممالک ۲ پونڈ
افریقی ممالک ۷ پونڈ
یورپ و امریکہ ۹ پونڈ

تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۷ | ۲۵؍اگست سنہ ۱۹۸۰ء ــــــ ۱۳؍شوال المکرم سنہ ۱۴۰۰ھ | شمارہ نمبر ۲۰

مراد آباد کا المیہ

مراد آباد اور اس کے بعد ملک کے مختلف مقامات پر جو کچھ ہوا اور جس طرح یہ واقعات پیش آئے اور جو اس کے اسباب بیان کئے جاتے ہیں وہ اس سیکولر ملک میں حیرت ناک بھی ہے اور شرمناک، لوگ پورے ایک ماہ کا روزہ رکھکر اپنے بچوں کے ہمراہ، اپنے رب کے حضور نماز شکرانہ ادا کرنے کے لئے شہر اور مضافات شہر سے آکر جمع ہوں اور ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے گذشتہ روایات کے برخلاف اس کے محافظ بھی زائد ہوں اور انتظامات بھی اچھے ہوں اور بظاہر ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تیار ہوں ان کے حصار کو ایک ناپاک جانور توڑ کر آجائے اور جس مجمع کی حفاظت و اطمینان کی خاطر اتنا بڑا عملہ لگایا گیا تھا وہ ایک جانور کے داخلہ کو نہ روک سکے اور نماز عید میں خلل ڈال دے اور اس کے خلاف جب مجمع آواز اٹھائے تو وہی امن کے محافظ جو اب تک ایک جانور کے داخلہ کو روکنے میں ناکام ثابت ہوئے تھے، معصوم نہتے، سیدھے سادے نمازیوں کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو بخوبی انجام دے، عورتیں بیوہ ہوجائیں، بچے یتیم ہوجائیں۔ مائیں اپنی اولادوں سے محروم ہوجائیں اور لوگ اپنی جانوں کے لالے پڑجائیں نان شبینہ کے محتاج ہوجائیں اور یہ سب کچھ ان امن کے محافظوں کی نگرانی میں ہو جن کو سخت ترین حالات میں عوام کے جان و مال، عزت و آبرو اور املاک کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

ملک کا وہ انٹلی جنس ڈپارٹمنٹ جس کے ذمہ عوام اور ملک کی حفاظت ہے اور انتظامیہ کو بروقت مطلع کرکے خطرات کا سد باب کرنا ہے وہ عام طور سے اس قسم کے حادثات کے موقع پر بے خبر رہتا ہے اور اس کو کسی بھی سازش کا علم نہیں ہوپاتا ہے اور یہ خاص طور پر مسلم مخالف مواقع پر زیادہ ہوتا ہے اور وہ اپنے معاملہ میں بے لگام ہوتا ہے۔

اس قسم کے واقعات میں عام طور پر یکسانیت پائی جاتی ہے اور وہ اس بات کی علامت قرار دئے جاتے ہیں کہ یہ تمام حادثات ایک منظم سازش کا نتیجہ تھے اور مختلف طریقوں کو اپنا کر عوام کے جذبات کو مشتعل کیا گیا اور ان کو سخت ترین حالات سے دو چار ہونا پڑا ـــ اس سلسلہ میں یہ کہا جائے . . . . . کہ ایک واقعہ کی پردہ پوشی اور اپنی ذمہ داریوں کو کم کرنے بلکہ یہ کہا جائے کہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے اس قسم کے واقعات میں مختلف جگہوں پر تشابہ اور یکسانیت پیدا کی جاتی ہے اور گندے جانور کا سہارا لیا جاتا ہے تاکہ عوام کی نگاہوں میں اپنی بے گناہی کو پیش کر سکیں۔

ان واقعات کے سلسلہ میں ملک کے بعض اخبارات اور لیڈروں نے جو موقف اختیار کیا ہے اور حکومت بھی اپنے جس موقف کی طرف اشارہ دیتی ہے اس کو کسی طرح بھی سچائی سے قریب نہیں مانا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے ان واقعات کی ذمہ داری قبول کرنے کے بجائے الٹے تباہ شدہ اقلیت کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے اور بیرونی ہاتھ کا تذکرہ بار بار کر رہے ہیں اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ملک اور بیرون ملک کی رائے عامہ کو گمراہ کیا جائے اور اصل معاملہ کو نظروں سے ہٹا دیا جائے اور الٹے ان ہی کے خلاف نفرت پیدا کردی جائے تاکہ حقیقت کھل کر سامنے نہ آنے پائے۔

اس حربہ کو انگریزوں نے اپنی بدیسی بادشاہت کو سلامت رکھنے کے لئے اپنایا تھا اور جب بھی ان کو خطرات کا اندیشہ ہوتا تھا وہ اسی اصول پر عمل کرتے تھے اور جب آزادی کا مطالبہ اس سے بھی نہ رک سکا تو اس نے جلیان والا باغ کے اصول پر عمل کیا۔

اس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ سولہ روپے ارسال فرمایئے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی پی خرچ ۱۹ Rs کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

یا تلامیذ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

حطّموا ظلم الليالى واسبقوا ركب المعالى
وابذلوا كل الغوالى وارفعوا دين محمّدْ

لا تلينوا للأعادى لا تهينوا للعوادى
اعلنوا فى كل نادى أنكم صحبُ محمّدْ

لستمُ عُبادَ مالٍ لستمُ طلاب نالٍ
أنتمُ مجد الليالى أنتمُ جند محمّدْ

أنتمُ نور الهداية أنتمُ للحق راية
حطموا قيد الغواية وانشروا نور محمّدْ

إن تخاذلتم فشلتم أو تخليتم ندمتم
أو تعاديتم خذلتم يا تلاميذَ محمّدْ

ينظر الكونُ اليكم يطلب البرءَ لديكم
فاعلموا ماذا عليكم نحو تشريع محمّدْ

ليس فى الإسلام ذُلٌّ ليس فيه مايُمَلّ
كل ما فيه يُجَلّ انه دينُ مُحمّدْ

انما الاسلام قوة وجهاد و فتوة
و نظام وأخوة واتباع لمُحمّدْ

ملک کو آزاد ہوئے ۲۳ برس ہونے کے بعد افراد تو بدل گئے مگر انداز حکومت اور ذہنیت میں کوئی فرق نہ آیا جب کہ ایک ہی پارٹی اور اگر یہ کہا جائے کہ ایک ہی خاندان کے چشم و چراغ کچھ کم ۳۰ سال سے حکومت کرتے چلے آرہے ہیں کوئی فرق نہ آیا اور بالآخر موخر الذکر اصول کو پرسکون حالات میں نہتے نمازیوں پر آزمایا گیا اور اس سلسلہ میں تمام گذشتہ ریکارڈ توڑ دیا گیا۔ کیا اس ملک کی حکومت اس کے بغیر نہیں چل سکتی ہے، کیا اس ملک کے عوام اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے ہیں کیا ملک کے شب و روز میں اس کے بغیر زندگی کے آثار نہیں پائے جاسکتے ہیں آخر کب تک ان اصولوں کا سہارا لے کر انسانوں کے ساتھ حیوانوں کا سلوک کیا جائے گا اور تباہ شدہ دوکانوں اور ملبوں پر اور سسکتی انسانیت پر ملک کی ترقی کی جائے گی۔

اس مرتبہ اسی اصول کو مسلمانوں کے مشہور کاروباری اور تجارتی شہروں میں آزمایا گیا ہے جس پر پورا ہندوستان چیخ اٹھا کہ آخر کب تک درندگی کا مظاہرہ ہوتا رہے گا؟ حیوانیت کا جنون کب تک رہے گا کیا اس ملک میں انسان نہیں رہتے ہیں جو انسان جیسا سلوک چاہتے ہیں آخر اس کا موقع کب آئے گا ان کو امن و سکون ملے گا اور کون سی سعید گھڑی ہوگی جب وہ اپنے کو بے خطر محسوس کریں گے فہل من مجیب۔

آخر میں ہم ان شہداء کو پوری مسلم قوم کی طرف سے سلام پیش کرتے ہیں جنھوں نے اپنی جان کی حفاظت میں اپنے کو قربان کر دیا، جنھوں نے اپنے مال کی دیکھ ریکھ اور حفاظت میں اپنے کو ختم کر دیا اور دین کی خاطر شہید ہوئے ہم ان معصوموں کے لئے کلمۂ خیر کہتے ہیں جن کا جرم صرف انکی معصومیت تھی اور وہ حقدار ہوئے اس جنت کی جس کی (عرضہا السموٰت والارض) چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔

حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل (یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اپنے مال کی وجہ سے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنا خون یعنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے دین کی وجہ سے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اگر کوئی میرا مال لینا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا نہ دو، عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑے؟ فرمایا تم بھی لڑو، عرض کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ فرمایا تم شہید ہوگے۔ اس نے کہا اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ تو فرمایا وہ دوزخ میں ہوگا۔ (م ح)

ایک قابلِ رشک موت

شیرالی محمد باشا ضلع کاروار کرناٹک کے ایک معزز اور مقبول ترین شخص تھے اور ان کو اس علاقہ میں حد سے زیادہ مقبولیت حاصل تھی اور اسی مقبولیت کی وجہ سے شیرالی مقام کی نسبت ان کے نام کا ابتدائی جز بن گئی تھی، ان کا انتقال ۶ر شوال سنہ ھ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باشا صاحب واقعی اپنے علاقہ کے بادشاہ تھے اور ان کی حکومت دلوں پر تھی ان کی زندگی مثالی تھی اور بہت ہی بلند اخلاق کے حامل تھے اور ایسی خوبیوں کے مالک تھے جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے ان کو ہندو، مسلمان، عیسائی ہر طبقہ میں مقبولیت حاصل تھی اور عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اور غیر مسلم تک اپنے نزاعی معاملوں میں ان کو حکم بناتے تھے ان کی زندگی ہر طبقہ کے لئے قابل رشک تھی۔ ہندو مسلمان جو بھی اس خبر کو سنتا تھا کہتا تھا شیرالی کی رونق ختم ہو گئی اور ان کی مقبولیت کی وجہ سے ان کے سوگ میں دن بھر بازار بند رہا۔

مرحوم کا مولانا سے بہت قریبی تعلق تھا اور مولانا جب بھٹکل تشریف لے جاتے تو اکثر وہیں قیام فرماتے تھے۔ ان کے صاحبزادے ناصر الاسلام نے ندوہ ہی میں تعلیم حاصل کی اور حضرت مولانا کے خطوط کے جوابات اور مسودات کی تیاری میں ساتھ رہتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین تعمیر حیات سے بھی اس مرد مومن کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بمبئی میں نفیس اور عمدہ چائے کے تھوک و خردہ فروش

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY, 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone : 332220

۴۴ - حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

مدارس اور فضلائے مدارس کی ذمہ داریاں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مدرسہ کیا ہے؟ ہم کو سب سے پہلے معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک دینی مدرسہ کا مقام اور منصب کیا ہے؟ مدرسہ کیا ہے؟ مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں، مدرسہ عالم اسلامی کا بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے، جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلب و نگاہ اور ذہن و دماغ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ مقام ہے جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے، اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے، جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہے، عالم کا فرمان اس پر نافذ نہیں، مدرسہ کا تعلق کسی تقویم، کسی تمدن، کسی عہد، کسی کلچر، زبان و ادب سے نہیں، کہ اس کی قدامت کا شبہ اور اس کے زوال کا خطرہ ہو، اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی سے ہے، جو عالمگیر بھی ہے اور زندۂ جاوید بھی، اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہردم جواں ہے، اس زندگی سے ہے جو ہمہ وقت رواں اور دواں ہے، مدرسہ درحقیقت قدیم و جدید کی بحثوں سے بالاتر ہے، وہ تو ایسی جگہ ہے جہاں نبوت محمدی کی ابدیت اور زندگی کا نمو اور حرکت دونوں پائے جاتے ہیں۔

مدرسہ کی ذمہ داری و گراں باری —— کسی مدرسہ کے لیے اس سے بڑھ کر قابل احتجاج اور قابل اعتراض لفظ نہیں ہو سکتے کہ وہ محض ایک دار الآثار یا کسی قدیم عہد کی یادگار ہے، میں اس کو مدرسہ کے حق میں ازالۂ حیثیت عرفی کے مرادف سمجھتا ہوں میں مدرسہ کو ہر مرکز سے بڑھ کر مستحکم، طاقت ور زندگی کی صلاحیت رکھنے والا، اور حرکت و نمو سے لبریز سمجھتا ہوں، اس کا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے، دوسرا سرا اس زندگی سے، وہ نبوت محمدی کے چشمۂ حیواں سے پانی لیتا ہے، اور زندگی کی ان کشت زاروں میں ڈالتا ہے، وہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں اور انسانیت مرجھانے لگے، نہ نبوت محمدی کا دریا پایاب ہونے والا ہے، نہ انسانیت کی پیاس بجھنے والی ہے، نہ نبوت محمدی کے چشمۂ فیض سے بخل روا، انکار ہے، نہ انسانیت کے کاسۂ گدائی کی طرف سے استغنا کا اظہار، ادھر سے "انما انا قاسم واللہ یعطی" کی صدائے مکرر ہے، تو ادھر سے "ھل من مزید ھل من مزید" کی فغان مسلسل، مدرسہ سے بڑھ کر دنیا میں کون سا زندہ متحرک اور مصروف ادارہ ہو سکتا ہے، زندگی کے مسائل بے شمار، زندگی کے تغیرات بیشمار، زندگی کی ضرورتیں بیشمار، زندگی کی غلطیاں بیشمار، زندگی کی لغزشیں بے شمار، زندگی کے فریب بے شمار، زندگی کے رہزن بے شمار، زندگی کی تمنائیں بے شمار، زندگی کے حوصلے بے شمار، مدرسہ نے جب زندگی کی رہنمائی اور دستگیری کا ذمہ لیا تو اسے اب فرصت کہاں؟ دنیا میں ہر ادارہ ہر مرکز ہر فرد کو راحت اور فراغت کا حق ہے، اس کو اپنے کام سے چھٹی مل سکتی ہے، مگر مدرسہ کو چھٹی نہیں، دنیا میں ہر مسافر کے لیے آرام ہے، لیکن اس مسافر کے لیے راحت حرام ہے! اگر زندگی میں ٹھہراؤ ہو، سکون اور وقوف ہو تو حرج نہیں، کہ مدرسہ بھی چلتے چلتے دم لے لے، لیکن جب زندگی رواں اور دواں ہے تو مدرسہ میں جمود اور تعطل کی گنجائش کہاں ہے، اس کو قدم قدم پر زندگی کا جائزہ لینا ہے، بدلتے ہوئے حالات میں احکام دینے ہیں، نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہے، بہکے ہوئے قدموں کو راستے پر لگانا ہے، ڈگمگاتے ہوئے پیروں کو جمانا ہے، وہ زندگی سے پیچھے رہ جائے یا تھک کر بیٹھ جائے، یا کسی منزل پر قیام کر لے، یا اس کو کوئی مقام خوش آجائے تو زندگی کی رفاقت اور قیادت کون کرے، سرود ازلی اور پیغام محمدی اسے کون سنائے، مدرسہ کا تعطل، قیادت سے کنارہ کشی، کسی منزل پر قیام خودکشی کا مرادف اور انسانیت کے ساتھ بے وفائی کا ہم معنی ہے، اور کوئی خود شناس اور فرض آشنا مدرسہ اس کا تصور نہیں کر سکتا۔

طلبہ و فضلائے مدارس کی ذمہ داریاں مدرسہ کے طالب علم کی حیثیت سے آپ کا کام سب سے زیادہ نازک اور سب سے زیادہ عظیم ہے، میں نہیں جانتا کہ اس وقت دنیا کی کسی جماعت یا کسی گروہ کا کام اتنا نازک، وسیع اور اہم ہو، ان الفاظ پر دوبارہ غور کیجیے کہ آپ کا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے، دوسرا سرا زندگی سے، یہی آپ کے کام کی نزاکت کی وجہ اور آپ کی عظمت کی دلیل ہے، نبوت محمدی سے وابستگی اور اتصال جہاں ایک بہت بڑی خوش نصیبی اور سرفرازی ہے وہاں ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے، آپ کے پاس حقائق اور عقائد کی سب سے بڑی دولت اور سب سے عظیم سرمایہ ہے، اس وابستگی سے آپ پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آپ میں غیر متزلزل یقین اور راسخ ایمان ہونا چاہیئے، آپ میں یہ حوصلہ اور ہمت ہونی چاہیئے، کہ ساری دنیا متفق ہو تو اس کے ایک نقطہ سے بھی دست بردار ہونے کے سوال پر غور نہ کر سکیں، آپ کے دلوں میں اس کی حمایت و نصرت کا جذبہ موجزن ہونا چاہیئے آپ کا دل اس بے بدل دولت پر فخر اور شکر سے لبریز ہو، آپ کو اس کی صداقت، اس کی معقولیت، اس کی ابدیت، اس کی ہر زمانہ میں صلاحیت، اس کی بلندی اور برتری اور اس کی معصومیت پر غیر متبدل یقین ہو، آپ اس کے مقابل ہر چیز کو پورے اطمینان کے ساتھ جاہلیت اور جاہلیت کی میراث سمجھتے ہوں، آپ جہاں احکام خداوندی اور تعلیمات اسلامی کو سن کر سمعنا واطعنا کہیں وہاں جاہلیت کے نظام اور جاہلیت کے علمبرداروں کو مخاطب کر کے کہیں "کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ" آپ اسلام ہی کی رہنمائی اور اسوۂ محمدی ہی کی روشنی میں دنیا کی نجات کا یقین رکھتے ہوں، اور آپ کا اس پر عقیدہ ہو کہ اس طوفان نوح میں سفینۂ نوح صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور امامت ہے، آپ یقین کرتے ہوں کہ افراد اور اقوام کی سرفرازی اور سربلندی کی شرط صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے، اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ ؂

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

آپ تعلیمات نبوت کو علم کا لب لباب اور حقیقۃ الحقائق سمجھتے ہوں، آپ اس کے مقابلے میں تمام دنیا کی الٰہیات اور فلسفۂ مابعد الطبیعیات اور قیاسات و روایات کو افسانہ اور خرافات سے زیادہ وقعت دینے کے لیے تیار نہ ہوں، آپ توحید کی حقیقت سے واقف اور اس پر مصر ہوں، اور شرک اور تمام دنیا کے

علم الاصنام کو خواہ وہ کیسے ہی پُرجلال علمی اصطلاحات اور فلسفہ کی زبان میں بیان کیا گیا ہو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوں، اور "زخرف القول غروراً" سے زیادہ مرتبہ دینے کے لیے آمادہ نہ ہوں، آپ سنّت کے اتباع کے حریص، اور "خیر الھدیٰ ھُدَیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" پر یقین رکھتے ہوں، اور بدعات کے مضر اور نامقبول ہونے پر آپ کو شرح صدر ہو، غرض آپ اعتقادی، ذہنی، فکری، قلبی، ذوقی اور عملی حیثیت سے نبوّتِ محمدیؐ کی جامعیت اور عملیت کے قائل اور اس کی عملی تفسیر ہوں۔

علماء و فضلاء کا امتیاز

دنیا کے دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں آپ کا امتیاز یہ ہے کہ ان حقائق پر دوسروں کا اجمالی ایمان کافی ہے، مگر آپ کو اس پر پورا ذہنی اطمینان اور شرح صدر ہونا چاہیے، آپ کا صرف قائل ہونا کافی نہیں، اس کا داعی ہونا ضروری ہے، دوسروں کا یقین لازمی ہو تو کافی ہے، آپ کا یقین متعدی ہونا چاہیے، جو سیکڑوں ہزاروں انسانوں کو یقین سے لبریز کردے اور یہ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ آپ کا یہ سرور و سرخوشی و سرمستی اور بیخودی کی حد تک نہ پہونچا ہو، اور آپ میں "یکرہ ان یعود الی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار" کی حقیقت نہ پائی جاتی ہو، تعلیمات نبوّت سے دوسروں کی سرسری واقفیت کافی ہے، مگر آپ کے لیے علوم نبوّت میں رسوخ، علوم نبوّت سے عشق، علوم نبوّت میں مقام فنائیت، علوم نبوّت پر اصرار ضروری ہے، اس کے بغیر دعوت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، بلکہ دعوتوں اور تحریکوں کے اس طوفانی دور میں اس کے بغیر اپنی خصوصیات اور سرمایہ کی حفاظت بھی مشکل ہے۔

کیفیات باطنی

یہ بھی یاد رکھیے کہ نبوّت محمدیؐ نے جس طرح علوم و احکام کا ایک بے پایاں دفتر اور وسیع ترین ذخیرہ چھوڑا "ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا ھذا العلم" یہ ذخیرہ قرآن و حدیث فقہ و احکام کی صورت میں محفوظ ہے، اور آپ کا ادارہ بحمد اللہ اس کی خدمت و اشاعت کا بہت بڑا مرکز ہے، اسی طرح نبوّت محمدیؐ نے کچھ اوصاف، خصوصیات، اور کیفیات بھی چھوڑے جس طرح پہلا سرمایہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت و اشاعت کا انتظام کیا، اسی طرح دوسرا سرمایہ بھی برابر منتقل ہوتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ یہ اوصاف و خصوصیات کیا ہیں؟

یقین و اخلاص، ایمان و احتساب، تعلق مع اللہ، انابت، اخبات، خشوع و خضوع، دعا و ابتہال، استغناء و توکل، اعتماد علی اللہ، درد و محبت، خودشکنی و خودداری، علوم نبوت و احکام اور اوصاف و کیفیات دونوں کی جامع تھی "ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ" نبوّت محمدیؐ سے صرف علوم و احکام لینا اور کیفیات و اوصاف کو ترک کردینا ناقص وراثت ہے اور نامکمل نیابت، دنیا میں جن لوگوں نے نبوّت کی نیابت کی اور اسلام کی امانت ہم تک پہونچائی، وہ صرف ایک حصہ کے امین نہ تھے، وہ دونوں دولتوں سے مالامال تھے، اب بھی اسلام کی دعوت اور اسلامی انقلاب صرف پہلے حصہ سے برپا نہیں کیا جاسکتا، آپ کو جن اسلاف کی طرف نسبت کا شرف حاصل ہے وہ بھی ان دونوں خصوصیتوں کے جامع تھے، اگر آپ حقیقی نیابت کے منصب بلند پر سرفراز ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو اس جامعیت کی کوشش کرنی پڑے گی، اس کے بغیر علم و فن کی مصنوعی کاغذی پھول ہیں، جن میں نہ خوشبو نہ تازگی، آج دنیا کے بازار میں کاغذی اور ولایتی پھولوں کی کمی نہیں، ہم اور آپ اس میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں کرسکتے، یہاں تو نبوّت کے باغ کے شاداب پھول چاہئیں، جو مشام جاں کو معطر کردیں، اور جن کے سامنے دنیا کے پھول شرما جائیں۔ "فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون۔"

(طالبان علوم نبوت اور ان کا مقام)

وقت آگیا ہے کہ ہمارے علماء اور ہمارے دانشور ملک میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی منافرت کا سنجیدگی سے نوٹس لیں

ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی

۱۸۷۵ء سے آریہ سماجی تحریک نے پورے ملک میں اپنے لٹریچر مختلف تعلیمی اداروں اور دوسرے ذرائع سے ہندو قوم میں احساس برتری اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف نفرت اور بدگمانیوں کی ایسی فضا تیار کردی ہے جس نے ہر مسئلہ کو الجھا دیا ہے۔ جو لوگ ہندی میں آریہ سماجی لٹریچر نہیں پڑھ رہے ہیں وہ اس کا اندازہ ہی نہیں کرسکتے کہ مسئلہ کتنا سنگین ہے اور کتنے بڑے پیمانہ پر غلط فہمیاں پیدا کی جاچکی ہیں۔ اب تک ایسی کئی نسلیں گزر چکیں جن کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے بدگمانیاں رہیں اور اس کے تدارک کی کوئی منظم کوشش نہیں ہوئی۔

وہ لوگ جو ان آریہ سماجی اداروں میں تعلیم حاصل کرچکے ہیں اب دفتروں، اسمبلیوں، پارلیمنٹ اور دوسرے تمام اہم شعبوں میں کلیدی عہدوں پر ہیں۔ مسلمانوں سے متعلق کوئی بھی مسئلہ ہو خواہ اردو زبان کا، تعلیم بالغان کا، مذہبی تعلیم کا، سہ لسانی فارمولے کا، مسلم یونیورسٹی کا، تعلیمی اداروں میں اردو تعلیم کا، نوکریوں کا، مذہبی تعلیم کا، ووٹر لسٹوں کی تیاری کا، الکشن میں عارضی عملہ کا، ہر جگہ آریہ سماجی ذہن اثر انداز ہو رہا ہے۔

لوگوں کا خاص طور پر نئی نسل کا ذہن جس طرح بنایا جارہا ہے اس کا اندازہ چند مثالوں سے آسانی سے ہوسکتا ہے:

۱۔ مسلمان پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ ایک مسلمان اپنی زندگی میں سات گایوں کا گوشت کھاجاتا ہے اس لئے ایک مسلمان کو مارنے سے سات گایوں کی رکشا ہوتی ہے۔

۳۔ مسلمان ہر بات ہندو دھرم کے خلاف کرتا ہے۔ ہندو صبح سورج کی طرف منھ کرکے پوجا کرتا ہے مسلمان اسی کی طرف پیٹھ کرلیتا ہے۔

۴۔ ہمیں عیسائی اور مسلمانوں کی تعداد کے اضافے کے سلسلہ میں چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

آریہ مترجس کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ملک میں کس طرح ایک دوسرے کے خلاف ذہن بنایا جارہا ہے جس کے نتیجہ میں وہ مسائل جو حق و انصاف چاہتے ہیں صرف اس لیے نہیں حل ہو رہے ہیں کہ دلوں میں نفرت بیٹھ گئی ہے۔

ہمیں ہندو نوجوانوں اور دانشوروں کو خود مدعو کرنا چاہیے اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہیے اور اسی کے ساتھ ایسے تمام لٹریچر کا پوسٹ مارٹم کرنا چاہیے جس کی اشاعت سے نقصان پہونچ رہا ہے۔

یہ انسانیت کے نام نہاد غم خوار

ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی، ملک عبد العزیز یونیورسٹی مکہ مکرمہ

یورپ اور امریکہ میں بسنے والی سفید اقوام کو اصرار ہے کہ ان کو انسانیت کا ہمدرد اور انسانوں کا غم خوار سمجھا جائے، انسان تو انسان ہیں ان نرم دل، نرم خو اور شریف النفس افراد کو ان جانوروں پر بھی رحم آتا ہے جن پر زیادتی کی جائے۔ ایک بین الاقوامی تنظیم انھوں نے اسی نام پر قائم کی ہے کہ کوئی بے زبان جانوروں کو گزند نہ پہنچائے۔ ۱۹۶۷ء میں جب روس نے خلا میں 'مصنوعی چاند' کا تجربہ کیا اس میں یہ تجربہ کرنے کے لئے کہ جاندار مخلوق کتنی دیر زندہ رہ سکتی ہے ایک کتیا پہلے بھیجی تھی جس کا نام انھوں نے لائکہ رکھا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسی حقوق حیوان کی تنظیم کی طرف سے سخت احتجاج کیا گیا تھا۔

اسلام سے ان رحم دل افراد کو اسی لئے نفرت ہے کہ یہ اور اس کے پیرو اس زمانہ میں بھی امن و امان قائم رکھنے کے لئے چور کا ہاتھ کاٹنا حکم خداوندی سمجھتے ہیں۔ نسلِ انسانی کو مسخ کرنے والے جرائم (زنا) پر حد جاری کرنے کو کہتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ قاتل کو قتل کردو اس سے دوسرے بے گناہ افراد کی جان بچے گی اور ہزاروں کو پُرامن زندگی گزارنے کا موقع ملے گا۔ یورپ اور امریکہ کی ان سفید اقوام کے پیچھے پیچھے یا آگے آگے مشرقی ممالک کے یہودی بھی ہیں۔

دیکھیے پیچھے اس لئے کہ اقتدار رکھنے والے حکمرانوں کے یہ وکیل اور ایجنٹ ہیں اور آگے آگے اس لئے کہ پروپیگنڈہ کے وسائل ان کی تحویل میں ہیں۔ ان کو ایک شوشہ مل جائے پھر دیکھیے اس سے کتنے دفتر تیار کردیتے ہیں۔ ایک رائی مل جائے اس سے پربت بنالیں اور کچھ نہ ملے جب یہ اتنے چابک دست ہیں کہ روشنی کے منارے کو کال کوٹھری ثابت کرسکتے ہیں، جگمگانے والے سورج کو اپنے دل سے زیادہ تاریک دکھاسکتے ہیں۔

آیئے آج ذرا قریب آکر انکی رحم دلی کی حقیقت کا ایک ہلکا اور بالکل سرسری جائزہ لیا جائے۔ ان کے چہرے پر جو تہذیب ثقافت کی گہری نقاب پڑی ہے۔ ذرا تاریخ کی انگلیوں سے اس کو سرکایئے اور دیکھیے یہ رحم دل، رحم پرور، رحم کے قاری کون ہیں۔

یہ ۱۶۱۹ء کا واقعہ ہے۔

راوی لکھتا ہے، راوی بھی کون ہیرا نہیں، ان کا اور خاص الخاص ان کی گود دل کا پلا، ابراہام لنکن (امریکہ کا صدر جس کو ۱۸۶۵ء میں کسی نے ہلاک کردیا تھا) کا سوانح نگار پرہامی جورج۔

بلجیم کے بحری بیڑے کا ایک جہاز جس وقت جیمس ٹاؤن (JAMES TOWN) کے ساحل پر آکر لنگر انداز ہوا تو معلوم ہوا کہ جہاز کے لئے رسد و خوراک کا سامان ختم ہوچکا ہے۔ کپتانوں کے لئے شراب کی بوتلیں بھی باقی نہیں ہیں۔ دوسری طرف زر مبادلہ کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہے۔ اہل شہر سے جاکر جہاز رانوں نے کہا کہ تم ہمیں شراب فراہم کرو ہم اس کے بدلے ایک کار آمد چیز دیتے ہیں۔

یہ کار آمد مال افریقہ کے سیاہ فام انسان تھے جنھیں سر سے لے کر پاؤں تک لوہے کی جالیوں میں جکڑ کر رکھا گیا تھا۔ بیس انسانی وجود کا سودا ہوا۔ جہاز کے عملے کو چند بوتلیں شراب کی مل گئیں۔ یہ امریکہ میں غلاموں کی خرید و فروخت کی ابتدا تھی۔ انیسویں صدی کے وسط تک اس صنعت میں جو ترقی ہوئی ان کا حال راوی لکھتا ہے۔

افریقہ کے براعظم سے مرد، عورتیں، بچے اس طرح لائے جاتے جس طرح جنگلوں سے بھیڑ اور لومڑیاں لائی جائیں۔ ان پر طب کے تجربات کئے جاتے تھے۔ ایک تندرست اور زندہ انسان کا گردہ کیسا ہوتا ہے۔ یہ دیکھنا ہو تو ایک افریقی کو کھڑے کھڑے چیر دیا جاتا۔

ضرورت ہوتی کہ سمندر سے گھڑیال کو زندہ پکڑا جائے۔ بحری شکار کے کانٹے میں افریقی انسان کا نوزائیدہ بچہ زندہ حالت ہی میں پھنسا کر سمندر میں ڈالا جاتا جس سے اچھے قسم کی مچھلیاں اور گھڑیال شکار ہوتے۔

کاغذ کی جگہ انسان کی کھال کو استعمال کیا جائے تو کیسا رہے گا؟ یہ بات ذہن میں آتے ہی چند افریقی باشندوں کی کھال کھینچ لی گئی ان کو ٹھنگ کیا گیا۔ ان پر دستاویز تیار ہوئیں جو آج بھی ہارورڈ یونیورسٹی کی پبلک لائبریری میں موجود ہیں۔

زہر کے اثرات انسانی جسم پر کس طرح مرتب ہوتے ہیں۔ کس زہر سے کتنی دیر میں ایک آدمی مرتا ہے۔ اس کا تجربہ انہی افریقی غلاموں پر کیا گیا۔

سانپ کتنی قسم کے ہیں اور کس سانپ کے کاٹے کا علاج ہے اور کس کا نہیں۔ اس کا تجربہ بارہا، انہی سیاہ فام انسانوں پر کیا جاتا رہا۔

یہ تو افریقہ کے براعظم سے پکڑے ہوئے انسانوں پر ان "رحم دل اقوام" کا برتاؤ تھا اور صدی ڈیڑھ صدی پہلے کی کہانی ہے اس صدی کے شروع میں جب دانشوران فرنگ ملایو۔ سوماطرہ (موجودہ مالیزیا) پر قابض تھے، اس قوم کی دولت خام ربر پر قابض تھے۔ ان میں اگر کوئی شخص (اپنی قومی ملکیت یعنی) ربر چرا لیتا تو اس کی سزا موت تھی، یہاں تک کہ صرف ربر کے لئے اہل وطن کو سرعام پھانسی دی گئی ہے۔

اور آخر میں ان کے آگے آگے چلنے والے اور پیچھے پیچھے بھاگنے والے یہودی رحمدلوں کا حال سنئے۔

۱۹۴۸ء میں حیفا کے فوجی اڈے پر یہودی جرنلس اور کیپٹنس جمع ہیں شراب اور جوئے کا دور چل رہا ہے۔ ایک منچلے جرنیل کو ایک انوکھی تفریح اور نئے قسم کے جوے کی قسم سوجھتی ہے۔

عرب قیدیوں میں سے تین حاملہ عورتیں لائی جاتی ہیں۔ فوجی حکام شرط بدتے ہیں، ایک کہتا ہے اس عورت کے شکم میں جو بچہ ہے وہ نر ہے، دوسرا کہتا ہے نہیں مادہ ہے۔ اچھا شرط ہوجائے۔ پانچ پانچ ڈالر کی۔ سنگین کی نوک سے اس کا پیٹ چیر اجاتا ہے شرط جیتنے والا پانچ ڈالر لیتا ہے، قہقہہ گونجتا ہے پھر دوسری عورت لائی جاتی ہے اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا ہے۔ تیسری عورت کی جب باری آتی ہے تو یہ ہارا جرنیل فرماتے ہیں ابھی اس کا بچہ اتنا تیار نہیں ہوا ہوگا کہ نر اور مادہ کا پتہ چل سکے۔ دوسرے صاحب فرماتے ہیں تو اسی پر شرط ہوجائے کہ اس نو عمر لڑکی کا حمل کتنا پرورش پاچکا ہے۔

شاید ان تصویروں کے بعد انسانوں کے غم خوار اور انسانیت کے ہمدرد اور جانوروں تک پر رحم کھانے والے افراد کا اصلی روپ پہچاننے میں آپ کو دیر نہیں لگی ہوگی۔ ان کے حلیے دیکھیے اور ان کی جرات دیکھیے کہ اسلام کے نظام قصاص پر معترض ہیں کہتے ہیں کہ اسلام نے غلام نہیں غلامی کی پرورش کی۔ اس ادارہ INSTITUTION کو باقی رکھا لہٰذا بڑا ظالم مذہب ہے۔

ہاں کتنا ظالم! جو غلام اور آقا کے لئے ایک ہی لفظ 'مولیٰ' تجویز کرے! کتنا ظالم کہ جس کا خلیفہ اور امیر (عمر فاروقؓ) بلال حبشیؓ کو 'سیدنا' کہہ کر مخاطب کرے کتنا ظالم کہ عبادت میں غلام و آقا کو شانہ بشانہ کھڑے ہونے کا حکم دے۔ کتنا ظالم کہ غلام بنانے کے تمام راستے (سوائے جہاد کے) مسدود کردے اور آزاد کرنے کے ان گنت طریقے سکھائے۔

بھلا اس کا مقابلہ ان سترہویں صدی اور بیسویں صدی کے مہذب مذاہب سے کیا جاسکتا ہے۔؟؟

نگرانِ اعلیٰ:
مولانا ابو العرفان ندوی
مجلسِ ادارت:
نذر الحفیظ ندوی
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی
پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے ... آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ لکھنؤ سے شائع کیا۔

حضرت مجددؒ کا اصل تجدیدی کارنامہ

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

اس سے تمام اہل نظر اور انصاف پسند حضرات کا جن کی گیارہویں صدی (جس سے الف ثانی ہزارہ دوم کا آغاز ہوتا ہے) کی اسلامی تاریخ پر عموماً اور ہندوستان کی اسلامی تاریخ پر خصوصی نظر ہے، اس پر اتفاق ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی سے اسلام کی حفاظت و تقویت کا وہ تاریخ ساز اور عہد آفریں کام انجام پایا جس کو حدیث کی سادہ و معروف اصطلاح میں "تجدید" کہا گیا ہے اور جس نے ان کے سلسلہ میں ایسی شہرت حاصل کی ہے کہ وہ ان کے نام کا قائم مقام بن گیا ہے اور جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

یہ کام کیا تھا؟ روح و فکر اسلامی کی جلا و تازگی، وقت کے اہم ترین اور سنگین فتنوں کا سدباب اور استیصال، نبوت محمدی اور شریعت اسلامی کی صداقت و ابدیت پر از سر نو اعتقاد و اعتماد بحال کرنا، ریاضت و اشراقیت پر مبنی اس روحانی تجربہ اور طلاش حقیقت اور خدارسی کی کوشش کی طلسم شکنی جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع سے بے نیاز ہو، "ہمہ اوست"، اور وحدۃ الوجود کے عقیدہ اور نظریہ کی پردہ کشائی جو اپنے غلو و مبالغہ اور اشاعت و مقبولیت کے نقطۂ عروج پر پہونچ چکا تھا اور جس سے عقائد میں تزلزل اور مسلم معاشرہ میں انتشار پیدا ہو رہا تھا اور اس کے متوازی "وحدۃ الشہود" کے مسلک و نظریہ کو مدلل و مرتب شکل میں پیش کرنا، بدعات (جنھوں نے ایک مستقل تشریع کی شکل اختیار کر لی تھی) کی کھلی ہوئی تردید و مخالفت حتیٰ کہ "بدعت حسنہ" کے وجود سے بھی انکار، اور پھر آخر میں ہندوستان میں اسلام کے اکھڑتے ہوئے قدموں کے جمانے، اکبری عہد کے مخالف اسلام اثرات کے ختم کرنے اور ہندوستان میں ایک ایسا تجدیدی دینی انقلاب لانے کی حکیمانہ اور کامیاب کوشش جس کے نتیجہ میں ایک طرف اکبر کے تخت پر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر متمکن ہوتا ہے، دوسری طرف حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے خلفاء و تلامذہ کا وہ سلسلہ وجود میں آتا ہے جو روحانی اور باطنی طور پر اسی سلسلہ سے وابستہ اور منسوب ہے، اور جس نے اشاعت و ترویج کتاب و سنت، ان کی تفہیم و ترجمانی، اور ان کے سلسلۂ درس و تدریس، مدارس کے قیام، تزکیہ و تربیت باطنی، اصلاح عقائد و رسوم کے عظیم الشان کام اور پھر آخر میں جہاد و سعی اعلاء کلمۃ اللہ کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ ہندوستان میں اسلام کو قائم اور شجر اسلام کو پھلتا پھولتا رکھا، بلکہ اس کو عالم اسلام میں دینی علوم (بالخصوص علم حدیث) اور فکر و دعوت اسلامی کا مرکز بنا دیا۔

لیکن اس عظیم و وسیع تجدیدی دائرہ عمل کا نقطۂ مرکزی اور حضرت مجدد کا وہ اصل تجدیدی کارنامہ کیا تھا، جس کو ان کے سارے تجدیدی کارناموں پر اولیت و فوقیت حاصل ہے؟

لوگوں نے اپنے اپنے ذوق و رجحان کے مطابق اس کا جواب دیا ہے۔ ؏

وللناس فیما یعشقون مذاہب

ان میں تین گروہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ ایک گروہ جو کہتا ہے کہ وہ اسلئے مجدد الف ثانی کہلانے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ہندوستان کو اسلام کے لئے دوبارہ بازیاب کیا اور اس کو برہمنیت یا وحدت ادیان کی گود میں جانے کے بجائے دوبارہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حجازی کی تولیت و نگرانی میں دیا اور اس کو گیارہویں صدی ہجری (سولہویں صدی عیسوی) کی اہم صدی میں اس انجام اور حشر سے بچا لیا جو اس کا تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں ہونے والا تھا، بلکہ درحقیقت ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو اس ہمہ گیر اعتقادی، ذہنی اور تہذیبی ارتداد کے فوری خطرہ سے محفوظ کر دیا جو اکبر کی جیسی باعزم اور قوی الارادہ شخصیت اور اس کے یگانۂ روزگار مشیروں (الملا مبارک، فیضی اور ابوالفضل) کی ذہانت سے ایک امر واقعہ بن کر سامنے آ گیا تھا، یہ معنوی و روحانی انقلاب اور یہ ذہنی و تہذیبی ارتداد اس سیاسی زوال اور اقتدار کے خاتمہ سے کہیں زیادہ سنگین، دیرپا اور دوررس تھا، جو اٹھارہویں صدی کے اواخر میں ہندوستان کی نوخیز غیر مسلم طاقتوں کے ابھرنے سے اور انیسویں صدی کے اوائل میں انگریزوں کے تسلط اور اقتدار سے پیش آیا، شاید اقبالؒ نے اپنے اس مشہور شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

۲۔ دوسرے گروہ کے نزدیک ان کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے طریقت پر شریعت کی فوقیت و بالادستی کو ایسے پُر از اعتماد، مبصرانہ و تجربہ کارانہ انداز، اور اس قوت و وضاحت کے ساتھ بیان کیا جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا، اور اس سے طریقت کا شریعت کے تابع بلکہ خادم ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اور سلوک و طریقت کے حلقہ میں شریعت سے استغناء بلکہ کہیں کہیں انحراف، اور ریاضت و مجاہدہ اور باطنی حواس اور طاقتوں پر کلی اعتماد کا جو فتنہ شروع ہو گیا تھا، اور جس کا (جوگ اور سنیاس کا ایک اہم مرکز ہونے کی بنا پر) ہندوستان سب سے بڑا نشانہ تھا رک گیا، اور ان کے بعد پھر کسی کو کھل کر یہ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی کہ "شریعت و طریقت کے کوچے الگ الگ ہیں اور طریقت پر شریعت کے پہرے نہیں بٹھائے جا سکتے۔"

۳۔ گروہ وہ ہے، جو ان کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ سمجھتا ہے کہ انھوں نے "وحدۃ الوجود" کے عقیدہ و نظریہ پر وہ کاری ضرب لگائی جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لگائی تھی اور پھر اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا، بلکہ اس کا منھ پھیر دیا، جس نے آخری صدیوں میں پوری علمی و روحانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور جس کے خلاف کسی پڑھے لکھے آدمی کا لب کشائی کرنا بھی اپنی جہالت کا ثبوت دینا اور نصف النہار میں دن ہونے کا انکار کرنا تھا مولانا سید مناظر احسن گیلانی مرحوم نے اپنے معرکۃ الآراء مضمون "ہزارۂ دوم یا الف ثانی کا تجدیدی کارنامہ" میں صحیح لکھا ہے کہ:۔

"وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی نئی نکتہ نوازیوں یا شریعت و طریقت کی لڑائیاں وصوفیانہ معرکہ آرائیوں کے ہنگاموں میں حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعی اور حقیقی تجدیدی کارنامے کچھ اس طرح رل مل گئے ہیں کہ آج حضرت قدس سرہٗ العزیز کو مجدد الف ثانی کہنا بجز ایک روایتی خوش اعتقادی کے بظاہر اور کسی امر اہم پر مبنی نہیں معلوم ہوتا۔"

نبوت محمدی اور اسکی ابدیت اور ضرورت پر اعتماد کی بحالی

لیکن حقیقت میں ان کا اصل کارنامہ جس کے جلو میں ان کے سارے تجدیدی کارنامے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، اور ان کی تجدید کا اصل سرچشمہ جس سے ان کی تمام انقلابی و اصلاحی کاموں کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بن کر سارے عالم اسلام میں رواں دواں ہو جاتے ہیں، وہ نبوت محمدی اور اس کی ابدیت و ضرورت پر امت میں اعتقاد و اعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا وہ تجدیدی و انقلابی کارنامہ ہے جو ان سے پہلے اس تفصیل و وضاحت و قوت کے ساتھ ہمارے علم میں کسی مجدد نے انجام نہیں دیا، شاید یہ اس لئے بھی کہ اس کے زمانہ میں اس کی ضرورت پیش نہیں آئی اور اس کے خلاف کوئی منظم تحریک یا فلسفہ سامنے نہیں آیا تھا۔

اس تجدیدی اقدام سے ان تمام فتنوں کا سدباب ہوتا ہے جو اس وقت عالم اسلام میں منھ پھیلائے ہوئے اسلام کے شجرۂ طیبہ اور اس کے پورے اعتقادی، فکری اور روحانی نظام کو نگل لینے کے لئے تیار تھے ان میں ایران کی وہ نقطوی تحریک اور اس کے پیرو بھی شامل ہیں جنھوں نے نبوت محمدی اور اس کے بقاء و دوام کے خلاف کھلے طریقہ پر علم بغاوت بلند کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ "نبوت محمدی کا ایک ہزار سالہ دور ختم ہوا اور اب دینی رہنمائی اور زندگی کی تشکیل جدید اور آئین سازی کا وہ دور شروع ہونے جا رہا ہے، جس کی اساس عقلیت و فلسفہ پر ہوگی، جس کی قیادت محمود پسیخوانی اور اس کی جماعت کے ہاتھ میں اور جس کا مرکز ایران و ہندوستان ہوگا": ان فتنوں میں اکبر کا

"دین اکبری" اور "آئین جدید" بھی شامل ہے، جو ہندوستان میں نبوت و شریعت محمدی کی جگہ لینے اور اس کا بدل بننے کا مدعی تھا، دینی زندگی، اعمال و عبادات اور معاشرہ و تمدن کی وہ دینی بدعات بھی داخل ہیں جو ایک متوازی شریعت بنتی جا رہی تھیں اور جن کی ایک مستقل "فقہ" مدون ہو رہی تھی اور وہ بھی درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے لیے ایک چیلنج اور منصب تشریع کی مدعی تھی۔

اس سلسلہ میں وحدۃ الوجود کا فلسفہ بھی آتا ہے، جو اپنے داعیوں اور علمبرداروں کے بقول کشفی حقائق پر مبنی تھا اور جس کے متعلق اس کے غالی معتقدین بھی اس بات کے مدعی نہیں ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بالاعلان تبلیغ کی، اور آپ نے صحابہ کرام کو اور صحابہ کرام نے اپنے بعد کے لوگوں کو اس کی دعوت دی، یہ فلسفہ اور دعوت بھی نبوت کی پیش کی ہوئی دعوت، اس کی واضح تعلیمات اور اس کے مقاصد کا (دانستہ یا نادانستہ طریقہ پر) حریف بنتی جا رہی تھی اور اس کو جس قدر کامیابی حاصل ہوتی تھی اور اس کی جڑیں دل و دماغ اور اسلامی معاشرہ میں پیوست ہوتی جاتی تھیں، احکام شریعت پر عمل کرنے، اسلام کے واحد دین حق اور ذریعۂ نجات ہونے کے عقیدہ میں ضعف پیدا ہوتا اور الحاد و زندقہ، حریت و اباحیت، تعطل و بے عملی کے لیے راہیں کھلتی تھیں، خواہ اس کے محتاط و متقی قائل صوفیہ و مشائخ خود شریعت کے کتنے ہی پابند اور اس کا کتنا ہی احترام کرتے ہوں اور اس طرز عمل کے کتنے ہی مخالف ہوں۔

اس ضمن میں فرقۂ امامیہ کا گروہ بھی آتا ہے، جس کے اساسی عقائد میں امامت کا عقیدہ بھی ہے، اور جو امام کی ایسی تعریف کرتا ہے اور اس کے ایسے صفات و خصوصیات بیان کرتا ہے جو اس کو قریب قریب نبی کا ہمسر و مساوی بنا دیتی ہیں، اسی طرح صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت کے متعلق ایسی رائے رکھتا ہے، جس سے ذات نبوی کی تاثیر صحبت، اس کی انقلاب انگیزی اور کیمیا اثری پر دھبہ آتا ہے اور جو "هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" کے منافی ہے، اس فرقہ کے اثرات مختلف سیاسی و علمی وجوہ سے ہندوستان میں تیزی سے پھیل رہے تھے اور مسلم معاشرہ (جس کی اکثریت سنی العقیدہ تھی) اس کے عقائد، تصورات، افکار و خیالات اور رسوم و عادات سے گہرے طریقہ پر متاثر ہو رہا تھا۔

اس طرح انھوں نے نبوت محمدیؐ پر ایمان و اعتماد کی تجدید" کی شاہ کلید سے وہ سارے بھاری اور پیچیدہ قفل کھول دیئے جو یونانی و ایرانی فلسفہ اور مصری ہندوستانی اشراقیت نے ایجاد کئے تھے ایک تیر سے ان سب فتنوں کو شکار کیا، جن کا مسلمانوں کا ذہین طبقہ نشانہ بنا ہوا تھا۔

(تاریخ دعوت و عزیمت حصہ چہارم)

بقیہ ص ۱۳

جو اسرائیل کا پہلا صدر مقرر ہوا تھا۔

وہ لکھتا ہے کہ "جب خلافت عثمانیہ بلقان اور طرابلس کی جنگوں میں بری طرح الجھی ہوئی تھی ایسے نفسیاتی موقع پر صیہونی ارض فلسطین یہودی قوم کے لئے حاصل کرنے کے لئے ایک شخص کو سلطان عبد الحمید خاں کی خدمت میں بھیجا، یہ شخص "قرہ صو" تھا جو ترکی میں فری میسن تحریک کا ایک ممتاز ماہر تھا۔ اس نے میری تجویز سلطان کے سامنے پیش کی۔ اور اس کے معاوضہ میں یہ پیش کش کی [illegible] ... [illegible] ایک [illegible] بیت المقدس میں عالم اسلام کی سب سے عظیم الشان مسجد کی تعمیر۔ سلطان یہ گفتگو سنکر غیظ میں آ گیا اس نے نہایت درشتی سے قرہ صو سے کہا۔

"وہ [illegible] سرزمین فلسطین کی سرزمین کا ایک

ایک انچ [illegible] حاصل نہیں کر سکتا ہے، میری ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ انھوں نے اپنے خون سے اس کو حاصل کیا ہے [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

ہرزل [illegible] ... [illegible] مصطفیٰ کمال تھا جس نے بالآخر حکومت [illegible] خلافت کا خاتمہ کر دیا [illegible] ... [illegible] سلطان عبد الحمید کی خدمت میں حاضر ہی ہوا تھا۔

ہرزل کا یہ بیان صاف بتاتا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی اور مصطفیٰ کمال وغیرہ سب مغربی طاقتوں اور یہودی سازشی گروہ کے آلۂ کار تھے۔ بیچارہ سلطان یہودی سازش کا شکار ہو گیا [illegible] ... [illegible] کرنے کو تیار نہیں تھا۔

روش کیا تری باغیانہ نہیں ہے

از ــــــــ (مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی)

مدد غیر سے جس میں مانگی گئی ہو
وہ مسلم کا ہرگز ترانہ نہیں ہے

ہے اللہ موجود، تو پھر ہے غم کیسا
موافق جو تیرے زمانہ نہیں ہے

کہاں آپ ہیں؟ ہوش میں آئیں حضرت
یہ رنگ آپ کا عاشقانہ نہیں ہے

لرزتے ہیں، باطل سے، اللہ اکبر
طریقہ یہ کیا بزدلانہ نہیں ہے

مصائب سے بیدار کرنا ہے تجھ کو
سمجھ یہ تو کیا تازیانہ نہیں ہے

سبب کیا ہے ناداں ذرا سوچ اسکو
ترا اب کہیں کیوں ٹھکانہ نہیں ہے

کہاں بھاگ کر آپ جائیں گے حضرت
یہ تدبیر تو عاقلانہ نہیں ہے

نظر غیر کے در کو کیوں ڈھونڈتی ہے
عمل کیا ترا مشرکانہ نہیں ہے

تو ناشاد ہے تو تعجب ہی کیا ہے
تری زندگی زاہدانہ نہیں ہے

مصائب شدائد کا شکوہ عبث ہے
روش کیا تری باغیانہ نہیں ہے

کہاں ان کا در چھوڑ کر جاؤ گے تم
کوئی دوسرا آستانہ نہیں ہے

تو راز محبت سے واقف نہ ہوگا
تعلق اگر والہانہ نہیں ہے

محبت کے قیدی مبارک ہو تجھ کو
قفس میں یہاں آب و دانہ نہیں ہے

حقیقت ہے اشعار میں میرے پنہاں
تخیل مرا شاعرانہ نہیں ہے

ہردوئی میں
"پیام انسانیت" کا جلسۂ عام

حلقۂ کل ہند "پیام انسانیت" لکھنؤ نے آئندہ ماہ ستمبر کے آخری ہفتہ میں "ہردوئی گاندھی میدان" میں پیام انسانیت تحریک کا ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس جلسۂ عام کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ پیام انسانیت کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔ اس جلسہ کے کنوینر جناب منشی لال سہاٹک سندیلوی نے جلسہ کی کامیابی کے لئے عوام سے تعاون اور شرکت کرنے کی اپیل کی ہے۔

مولانا عبد النور ندوی کو جامعہ ازہر نے ممتاز درجہ سے ایم۔ اے کی ڈگری دے دی

مولانا عبد النور صاحب ندوی سابق استاد دار العلوم جو ادھر چند سالوں سے جامع ازہر قاہرہ میں ایم۔ اے۔ کے مقالہ کی تیاری کے لئے مقیم تھے ان کو ۲۲ رمضان المبارک مطابق ۳ اگست ۱۹۸۰ء کو ممتاز درجہ سے ڈگری دے دی گئی۔

انھوں نے اپنا مقالہ "الذوق الادبی: حقیقتہ و وسائل تنمیتہ و دورہ فی النقد" پر لکھا تھا اور یہ رسالہ مقدمہ اور تین ابواب پر مشتمل تھا۔ مقدمہ اس موضوع کی اہمیت اس کی ضرورت اور اسی بحث سے متوقع فوائد پر مشتمل تھا۔ پہلے باب میں ذوق کی حقیقت اس کے عناصر اور دوسرے باب میں اس کی تہذیب و تکمیل کے وسائل مشہور عرب تنقید نگاروں کی تحریروں کی روشنی میں ہے۔ آخری اور تیسرے باب میں تنقید میں ذوق کے کردار اور اس کے اثرات کی تعیین کی کوشش کی گئی ہے۔

ان کا مناقشہ (عوامی مباحثہ) تین افراد نے لیا۔ ڈاکٹر عبد اللطیف خلیف عمید کلیۃ اللغۃ العربیۃ اور ان ہی کے زیر نگرانی یہ مقالہ تیار کیا گیا ہے۔ دوسرے ڈاکٹر محمد السعدی زھور (ممبر) نائب رئیس جامعۃ الازہر اور ڈاکٹر عبد الحبیب سابق وکیل کلیہ (ممبر) یہ مناقشہ کلیۃ اللغۃ العربیۃ کے مدرج الغفاد میں ہوا اور حاضرین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی اور مدرج الغفاد کی پہلی صف موجودہ وکیل الکلیۃ روساء الاقسام Heads of the departments۔ اور اساتذہ سے بھری تھی جب کہ عام طور سے اس قسم کے مناقشات میں اساتذہ شریک نہیں ہوتے تھے اس میں زیادہ دخل مشرف کا تھا کہ انھوں نے اس رسالہ کا تذکرہ لوگوں سے اس طرح کیا تھا کہ اساتذہ نے صاحب رسالہ سے شرکت کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

روایت کے مطابق سب سے پہلے مشرف نے صاحب رسالہ اور رسالہ کا تعارف کرایا۔ اسی تعارف میں مقالہ نگار کی ندوہ کی جانب نسبت نمایاں تھی اور یہ اظہار کہ موصوف کا ایک ایسی فیملی سے تعلق ہے جو ہندوستان میں علم و ادب کا جھنڈا سنبھالے ہوئے ہے۔ انھوں نے تعارف میں کہا ھذہ احسن الرسائل التی قدمت الی الکلیۃ اس میں مقالہ کی عقلیہ ممتازہ، کثرۃ مراجع معلومات کی زیادتی اور بحث علمی کے لئے لازمی صبر و مثابرہ نمایاں ہے۔ اخیر میں انھوں نے کہا انا اعتز بھذہ الرسالۃ وافتخر۔

وہاں کے دستور کے مطابق اس کے بعد مقالہ نگار نے اس کا خلاصہ پیش کیا اور ڈاکٹر عبد الحبیب طہ نے اپنے تاثرات بیان کئے انھوں نے مقالہ نگار کی کد و کاوش اور جد و جہد کو سراہتے ہوئے کہا کہ "رسالہ میں طالب علم مذکور نے اتنی معلومات جمع کر دی ہیں کہ خود مجھے بہت فائدہ ہوا اور بہت سی ایسی کتابوں کا علم ہوا جو میری نظر میں نہیں تھیں۔ اس سے طالب کی محنت کثرت مطالعہ و معلومات اور دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے انھوں نے کہا علی کل حال انا اشکرک علی مابذلت من جھد فی رسالتک وقد سعدت کثیرا واستفدت کثیرا من النقول التی نقلتھا فی رسالتک التی دلتنی علی کتب قیمۃ وھی تدل علی ثقافتک وجھدک۔

اس کے بعد عمید کلیہ نے ڈاکٹر محمد السعدی زھور نائب رئیس جامعۃ الازہر کو مناقشہ کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے رسالہ پر اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ یہ رسالہ اس کا مستحق ہے کہ بغیر مناقشہ کے ڈگری دی جا سکتی ہے۔ انھوں نے رسالہ کے تین ابواب میں تین موضوعات سے بحث کی ہے اور ان کا ہر حصہ بجائے خود ایک رسالہ ہے۔ یہ ایک مثالی رسالہ ہے اور اس کو سامنے رکھ کر اسی انداز اور معیار کے رسائل لکھوائے جائیں۔

انھوں نے لکھا ہے کہ قدیم عربی تنقید اور خاص طور سے عصر جاہلی کی تنقید مختصر اور مجمل ہوا کرتی تھی اور اشعار کی خوبی و خرابی کے اسباب نہیں بیان کئے جاتے تھے اس کی ایک معقول وجہ طالب نے یہ تلاش کی ہے کہ اس زمانہ میں شاعر، ناقد اور عوام کی ثقافت میں زیادہ بعد نہیں تھا اس لئے ناقد کا مختصر سا جملہ عام سننے والوں کے لئے کافی ہوتا تھا۔

رسالہ میں نقد ذاتی اور نقد موضوعی دونوں کا فرق بیان کیا گیا ہے لیکن دونوں کو ذوق پر اعتماد کی حد تک مشترک قرار دیا گیا ہے نیز اس مقالہ میں ماقبل اسلام عربوں کو جاہل قرار دیا جائے یا مثقف کے سلسلہ میں موقف اختیار کیا گیا کہ علم و ثقافت کے حوالہ سے میدان میں وہ جیسے بھی رہے ہوں لیکن ادبی اعتبار سے اور خاص طور سے شعراء اور وہ لوگ جن سے تنقیدی احکام مروی ہیں وہ مثقف تھے۔

ڈاکٹر زھور نے رسالہ کی خوبی یہ بتلائی کہ ابن قتیبہ کی کتاب الشعر والشعراء میں بشائر المنھجیۃ تلاش کی گئی ہے اور ان کو نمایاں کیا گیا ہے ورنہ عام طور پر لوگ اس پر ظلم کرتے ہیں اور اس کا پورا حق نہیں دیتے اور اخیر میں انہوں نے مقالہ نگار اور مشرف کو مبارکباد دی اور یہ توقع ظاہر کی کہ مزید رسائل اس نہج اور معیار کے لکھوائے جائیں۔

رسالہ میں منجملہ اور مباحث کے علم النفس کی روشنی میں ذوق کی تحلیل، ذوق کی بحث، ذوق کی ادبی حقیقت پیش کی گئی ہے۔

یہ دائی راڈھائی گھنٹہ چلا اور آخر میں کمیٹی نے ایم۔ اے فی الادب والنقد بتقدیر امتیاز کا فیصلہ سنایا۔

قارئین تعمیر حیات کو بخوبی علم ہوگا جب موصوف سال گذشتہ چند مہینوں کے لئے ہندوستان آئے تھے تو ان کو تعمیر حیات کے خاص نمبر کی ترتیب کا کام سپرد کیا گیا تھا اس کو انھوں نے بخوبی انجام دیا اور ان کے ذوق، سلیقہ، حسن انتخاب کا خاص نمبر آئینہ دار ہے۔ ادارہ ان کو اس کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ فرزندان ندوہ مادر علمی کی عظمت کو برقرار رکھتے ہوئے اس کو نمونہ بنائیں۔

مجلس کی تازہ پیش کش

پندرھویں صدی ھجری کے لئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

کا ایک عظیم تحفہ، ایک حیات آفریں پیغام؛

تاریخ دعوت و عزیمت حصہ چہارم

یعنی

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (۹۷۱ھ - ۱۰۳۴ھ) کی مفصل سوانح حیات ان کا عہد اور ماحول، ان کے عظیم تجدیدی و انقلابی کارنامہ کی اصل نوعیت کا بیان، ان کا اور ان کے سلسلہ مشائخ کا اپنی اور بعد کی صدیوں پر گہرا اثر اور ان کی اصلاحی و تربیتی خدمات اس نصف صدی ہجری کی اہم اور مفید ترین کتابوں میں یہ کتاب شمار ہونے کے قابل ہے۔

معیاری کتابت، آفسیٹ طباعت، مجلد قیمت اردو ایڈیشن علاوہ محصول ڈاک تیئس روپے 23/-

قیمت کتاب پیشگی بھیجنے والوں کو ڈاک خرچ کی رعایت کے ساتھ کتاب رجسٹرڈ بھیجی جائے گی۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوہ، لکھنؤ

محمود حکیم

بیت المقدس کی بازیابی کے لئے اسلامی ممالک اپنی صلاحیتیں مجتمع کریں، شیخ علی الحرکان

سعودی عرب نے بیت المقدس کو یہودی ریاست کا دار الحکومت بنانے کے فیصلہ پر اسرائیل کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم اور ہٹ دھرمی بے نقاب ہو گئی اور کہا ہے کہ امن صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب فلسطینیوں کے حقوق تسلیم کر لیے جائیں اور وہ تمام عرب علاقے واپس کیے جائیں جن پر اسرائیل نے ۱۹۶۷ء سے قبضہ کر رکھا ہے۔

اس موقع پر موتمر عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری شیخ محمد علی الحرکان نے امریکی صدر جمی کارٹر اور اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر کرٹ والڈ ہائم سے کہا ہے کہ وہ اسرائیل کو بیت المقدس کو صیہونی طاقت کا ایک حصہ بنانے کی نئی جارحیت سے باز رکھیں۔

شیخ حرکان نے اسرائیلی فیصلہ کو انسانی تہذیب کی توہین اور تمام اخلاقی قدروں کے خلاف جارحیت قرار دیا انھوں نے صدر کارٹر اور ڈاکٹر والڈ ہائم سے کہا کہ وہ صورت حال کی اصلاح کریں ورنہ اس کے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں جن سے مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے تمام امکانات تباہ ہو سکتے ہیں۔

موتمر عالم اسلامی نے ایک بیان میں اپیل کی ہے کہ جو ملک اسرائیلی فیصلہ تسلیم کریں یا اپنے سفارت خانے بیت المقدس منتقل کریں ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ بیان میں صیہونی نسل پرست حکومت کے خلاف تمام بین الاقوامی اداروں میں اجتماعی کوششوں کی اپیل کی گئی ہے۔

بیان میں عرب اور اسلامی ملکوں سے اپیل کی گئی ہے کہ بیت المقدس کی بازیابی کے لیے اعلان جہاد کی غرض سے اپنی تمام فوجی اور اسلامی صلاحیتوں کو مجتمع کریں۔ موتمر اسلامی کانفرنس اور عرب لیگ سے بھی اسرائیلی چیلنج کے مقابلہ کے لئے فوری ضروری اقدامات کی اپیل کی ہے۔

انڈونیشیا، ملیشیا اسلام دشمن پروپیگنڈہ کی بیخ کنی کے لئے مشترکہ اقدامات کریں گے۔

ملیشیا اور انڈونیشیا سرکاری سطح پر ایک مشنری کے قیام پر آمادہ ہو گئے ہیں یہ مشنری اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کئے جانے والے جھوٹے پروپیگنڈہ کی بیخ کنی کرے گی۔ امداد باہمی کی صورت میں دونوں ممالک مشنری کی سرگرمیوں کے بارے میں اعلانات اور اسلامی علوم کے بارے میں تحقیقات کا تبادلہ کریں گے، دائرہ اطلاعات و معلومات میں دیگر ایشیائی ممالک بھی شامل ہوں گے، حالیہ ہفتوں میں ملیشیا اور انڈونیشیا نے مسلم نوجوانوں اور طالب علموں کی سرگرمیوں پر توجہ دی ہے۔ یہ طالب علم اسلامی وعدے اور ان ممالک میں نافذ قوانین میں پائے جانے والے بعد کے مخالف ہیں، آجکل کوالالمپور میں جنوب مشرقی ایشیا کا سب سے بڑا اسلامی مرکز اور کمپلیکس زیر تعمیر ہے۔ لیبیائی اساتذہ کی تربیت کا پہلا اسلامی کالج اس سال کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا،

خلیج کے تمام ممالک عالمی بنک کے قرضے روک لیں گے تنظیم آزادی فلسطین کو اجلاس میں شرکت نہ کرنے پر کارروائی

ابوظبی کے نیم سرکاری اخبار "الاتحاد" کا بیان ہے کہ خلیج کے تمام عرب ممالک عالمی بنک کے قرضے روک لیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمی بنک تنظیم آزادی فلسطین کو بنک اور عالمی مالیاتی فنڈ کی آخری میٹنگ میں شریک کرنے کی مخالفت کر رہا ہے اس سے پہلے سعودی عرب اور کویت نے وہ رقمیں روک لی تھیں جو وہ عالمی بنک کو بطور قرض دے رہے تھے، الاتحاد کا کہنا ہے کہ خلیج کے دوسرے ملک اس معاملہ میں سعودی عرب اور کویت کے ہم نوا ہیں۔ متحدہ عرب امارات کے وزیر خزانہ شیخ احمد ابن رشید نے اس مسئلہ پر خلیج کے دوسرے ملکوں سے بات چیت کی ہے خیال ہے کہ ان میں قطر اور عراق بھی شامل ہیں جو خلیج کے مالدار ترین ممالک ہیں۔

یہ میٹنگ اکتوبر میں واشنگٹن میں ہونے والی ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مخالفت کی اور دعوت نامہ جاری نہ ہونے دیا اس پر کویت اور سعودی عرب نے وہ رقمیں روک لیں جو وہ بطور قرض عالمی بنک کو دینے والے تھے۔ سعودی عرب عالمی بنک کو بیالیس کروڑ ڈالر اور کویت پندرہ کروڑ ڈالر دینے والا تھا۔

عراق پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی حاصل کر رہا ہے۔

عراق نے عرب ملکوں سے اپیل کی ہے کہ وہ عراق کے ایٹمی پروگرام کے خلاف اسرائیل کی مہم کا مقابلہ کرنے میں عراق کی مدد کریں عراق کے قائم مقام وزیر خارجہ نے بغداد میں عرب ملکوں کے سفیروں کو طلب کر کے ان سے سیاسی اور سفارتی اقدامات کرنے کے لئے کہا تاکہ اسرائیل کی مخالفانہ کارروائیوں کا مقابلہ کیا جا سکے، عراق فرانس سے ۲ ایٹمی ری ایکٹر اور طاقتور یورینیم حاصل کر رہا ہے اس پر اسرائیل کے وزیر خارجہ نے سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ جو یورینیم فرانس، عراق کو فراہم کرے گا وہ اس سے ایٹمی ہتھیار بھی بنائے گا جبکہ عراقی صدر صدام حسین نے بار بار اعلان کیا ہے کہ عراق پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی کو ہر قیمت پر فروغ دے گا اور اس کے تمام منصوبوں پر عمل جاری رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ یہودی اور ان کے ہمنوا جو اقتصادی پسماندگی کی وجہ سے عراق کا مذاق اڑاتے تھے اور عربوں کو اونٹ سوار جاہل کہتے تھے آج اس بات پر واویلا مچا رہے ہیں کہ ہم ملک کی ترقی کے لئے ایٹمی توانائی کے حصول کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ اگر انھیں یہ یقین ہو گیا کہ ہم نے اپنی سلامتی کے لئے ایٹم بم بنانے کی صلاحیت پیدا کر لی ہے تو انھیں مزید وقت ضائع کئے بغیر عربوں کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل کر لینی چاہئے۔

عراق کو اس مقصد سے باز رکھنے کے لئے اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی سعد نے بھی ایک خصوصی شعبہ قائم کر دیا ہے اور اسلامی ممالک کو ایٹمی طاقت بننے سے دہشت گردی کی کارروائیوں کے ذریعہ روکنا ہے، اخبار القبس کے مطابق یہ خصوصی شعبہ سر دست عراق پر اپنی توجہ مرکوز کرے گا۔

امریکہ برطانیہ اور فرانس کی طرف سے قاہرہ میں لڑاکا بمبار طیارے تیار کرنے کی پیش کش۔

امریکہ برطانیہ اور فرانس نے قاہرہ میں لڑاکا بمبار طیارے تیار کرنے کی پیشکش کی ہے مصر اس پر غور کر رہا ہے یہ بات اخبار "الاہرام" کے مطابق چیف آف اسٹاف لیفٹننٹ محمد ابو غزالہ نے بتائی اخبار نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ کی طرف سے ایف ۱۶ فرانس کی طرف سے میراج اور برطانیہ کی طرف سے ٹورنیڈو طیارے بنانے کی پیش کش کی گئی ہے

بابل کے معلق باغات دریافت آتش نمرود کے مقام کی تلاش

عراقی ماہرین آثار قدیمہ نے جرمن ماہرین کے تعاون سے اس مقام کی تلاش کے لئے کھدائی شروع کر دی ہے، جہاں نمرود نے آتش روشن کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ محکمۂ آثار قدیمہ کا خیال ہے کہ یہ مقام جدید بغداد کے جنوب میں نوے کلو میٹر دور کہیں بابل کے آثار کے قریب واقع ہے ابھی تک ماہرین نے اس مینار کا ایک حصہ کھود کر نکالا ہے جس پر بیٹھ کر اس نے خدائی کا اعلان کیا تھا، مٹی کے بنے ہوئے نمرود کے شہر کا مجسمہ بھی برآمد ہو گیا ہے اور بابل کے معلق باغات بھی دریافت کر لئے گئے ہیں جو دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتے ہیں۔

شام میں اخوان المسلمون کے خلاف سخت کارروائی۔

جب سے شام کے صدر حافظ الاسد

مسجد آیا صوفیہ کی واگذاری

پروفیسر محمد سلیم

اخبارات میں یہ خبر پڑھی کہ حکومت ترکی نے آخر فیصلہ کر لیا ہے کہ دو رمضان شریف میں جامع آیا صوفیہ قسطنطنیہ کو نمازیوں کے لئے کھول دے گی۔ نصف صدی قبل [illegible]

سلطان محمد فاتح نے ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء کو قسطنطنیہ فتح کیا۔ جس طویل جنگ کا آغاز امیر معاویہ کے زمانے سے ہوا تھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

خلافت عثمانیہ کے اسلامی دستور کو تبدیل کر دیا جائے اور اس کو خالص لادینی دستور بنا دیا جائے

بقیہ ص پر

پر قاتلانہ حملہ ہوا گیا الفین کے خلاف سخت انتقامی کارروائیوں کی مہم شروع ہو گئی اور اخوان کے سیکڑوں افراد کو شہید کر دیا گیا ہے واضح رہے کہ ایک تقریب میں ان پر دستی بم پھینکا گیا تھا مگر وہ اس حملہ سے بال بال بچ گئے تھے اس واقعہ کے فوراً بعد حافظ الاسد نے خفیہ پولیس اور سیکورٹی کے عملہ کے سربراہوں کا اجلاس طلب کیا اور انھیں اخوان المسلمون کے خلاف کارروائی کرنے کی کھلی چھوٹ دیدی لیکن حلب اور دیگر شہروں میں سرکاری فوج کا اخوان المسلمون نے مقابلہ کیا اور خفیہ پولیس اور سیکورٹی کے عملہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا لندن کے ڈیلی ٹیلیگراف کی خصوصی رپورٹ کے مطابق صدر حافظ الاسد جلد ہی اپنے مخالفین سے نمٹنے کے لئے ایک خصوصی اسکواڈرن ملک سے باہر تربیت کے لئے بھیجیں گے کیونکہ مغربی سفارت کاروں کے مطابق سرکاری فوج کے حواس باختہ ہیں اور بے گناہ افراد کے ہجوم پر اندھا دھند فائرنگ کر دیتے ہیں۔

اللہ اکبر

ایران کے قومی پرچم میں۔

ایران نے قومی پرچم تبدیل کر دیا ہے نئے پرچم میں سبز اور سفید اور سرخ پٹیاں برقرار رکھی گئی ہیں تاہم درمیانی نشان بدل دیا گیا ہے اور شیر و خورشید کے پرانے شاہی نشان کی جگہ اسلامی جمہوریہ کا نشان اللہ اکبر لکھا ہوا ہے۔

اسلامی ممالک کا سربراہ اجلاس مکہ مکرمہ میں ہوگا۔

اسلامی کانفرنس کے سکریٹری جنرل حبیب شطی نے بتایا ہے کہ اسلامی ممالک کے حکمرانوں اور سربراہوں کا اجلاس مکہ میں اسی سال دسمبر میں ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ ان سربراہ اجلاس میں ان عملی اقدامات کی وضاحت کی جائے گی جو مسئلہ فلسطین سے متعلق اسلامی ممالک کے لئے ضروری ہے۔

شاہ ایران کا تیار کرایا ہوا ہوائی حملوں سے خبردار کرنے والا نظام امریکہ سعودی عرب کو فروخت کریگا۔

معزول شاہ ایران نے امریکہ سے ہوائی حملوں کی خبر دینے والا جو نظام تیار کروایا تھا امریکہ چاہتا ہے کہ اب وہ سعودی عرب خرید لے، معلوم ہوا ہے کہ سعودی عرب اس سودے پر راضی ہو گیا ہے لیکن اس کا اصرار ہے کہ امریکہ اپنا یہ وعدہ بھی پورا کرے کہ سعودی عرب اپنے قومی دفاع کے لئے جو ساز و سامان ضروری سمجھے گا امریکہ وہ فراہم کرے گا، یاد رہے کہ سعودی عرب کئی ماہ سے امریکہ سے کہہ رہا ہے کہ اس نے ایف ۱۵ قسم کے ساٹھ طیارے فراہم کرنے کا جو معاہدہ کیا ہے روس کی حالیہ کارروائی سے علاقہ میں پیدا ہونے والے عدم استحکام کے پیش نظر ان میں تیل کے ٹینک اور میزائیل بھی نصب کئے جائیں۔

افغانستان کی طرح روس نے شام میں بھی اسد حکومت کی تبدیلی کا فیصلہ کر لیا۔

شام میں صدر حافظ الاسد کی حکومت اگرچہ روس سے قریبی تعلقات رکھتی ہے لیکن اب اس کو روس ہی کی طرف سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ شامی حکومت اخوان المسلمون کی مزاحمتی تحریک کو کچلنے میں بھی ناکام رہی اور شام میں مقیم روسی افسروں اور مشیروں کی حفاظت میں بھی بے بس نظر آتی ہے ان حالات میں روسی اعلیٰ افسروں کی سیاسی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا ہے جس سے شامی حکومت یہ خطرہ محسوس کر رہی ہے کہ جس طرح افغانستان میں نور محمد ترہ کی اور حفیظ اللہ امین کی حکومتوں کا تختہ الٹا گیا اسی طرح شام میں بھی اسد حکومت کی جگہ روس کے زیادہ پسندیدہ عناصر برسر اقتدار لانے کی کوشش کی جائے، گذشتہ مہینہ شامی وزیر دفاع جنرل مصطفیٰ طلاش کے زیر قیادت ایک وفد نے ماسکو کا دورہ کیا تھا اس کے بعد سے شام میں روسی ہتھیاروں اور مشیروں کی آمد کی رفتار بڑھ گئی ہے مغربی ذرائع کا کہنا ہے کہ فی الوقت یہ تعداد ۴ ہزار ہے تاہم ایک خفیہ معاہدے کے تحت یہ تعداد دوگنی ہو جائے گی، اصل میں شامی حکام جس سے پریشان ہیں وہ یہ ہے کہ جون کے شروع میں روسی فوج کے سیاسی شعبے کے سربراہ جنرل یپی شیف کے دست راست میجر جنرل شفلوک نے شام کا دورہ کیا تھا، سفارتی حلقوں کا کہنا ہے کہ انھیں اس امر کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا گیا تھا کہ آیا صدر حافظ الاسد ملک میں پھیلتی ہوئی سیاسی مخالفت کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گذشتہ سال کے اواخر میں جنرل یپی شیف اور ان کے عملہ ہی نے افغانستان کا دورہ کر کے حفیظ اللہ امین کی حکومت کا تختہ الٹنے اور براہ راست فوجی مداخلت کے زمین ہموار کی تھی مبصرین کا کہنا ہے کہ روسی حکومت جنرل یپی شیف یا اسے عملہ کی خدمات سے اسی وقت استفادہ کرتی ہے جب اسے کسی نہایت نازک فوجی اقدامات کے بارے میں فیصلہ کرنے ہوتے ہیں بتایا گیا ہے کہ میجر جنرل شفلوک نے دمشق میں قیام کے دوران خاص طور سے اس بات کی چھان بین کی کہ شامی افواج کے بکتر بند اور چھاپہ مار دستوں کے کمانڈر ذاتی طور پر کس قسم کے رجحانات رکھتے ہیں روسی فوجی مشیر پہلے ہی ان کمانڈروں سے منسلک ہیں اور حلب و حمص کے علاقوں میں اخوان کے خلاف فوجی کارروائی میں روس کے چیدہ چھاپہ مار دستوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ واضح رہے کہ روسی حکومت شام میں مقیم اپنے افسروں پر مجاہدین کے حملہ سے پریشان ہے اور وسط جون میں تو ایک روسی جنرل پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا ان ہی حالات کے پیش نظر شام کے شمالی علاقوں سے روسی افسروں کے کنبوں کو نکال لیا گیا۔

ترکی نے اسرائیل سے اپنا سفیر واپس بلا لیا۔

ترکی نے صلاح و مشورہ کے لئے اسرائیل سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا۔ واضح رہے کہ ترکی نے بیت المقدس کو دارالحکومت بنانے کے اسرائیلی فیصلہ کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے۔ وزیر اعظم سلیمان دیمریل نے کابینہ کے ایک اجلاس کے بعد بتایا کہ حکومت نے اپنے ناظم الامور کو واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ کہ ترکی اسرائیل کے فیصلہ کو ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

اسلامی پریس یونین اسلام دشمن ذرائع ابلاغ کی فہرست تیار کرے گا،

اسلامی پریس یونین نے اعلان کیا ہے کہ وہ تنظیم اسلامی کانفرنس جدہ کو مغربی ذرائع ابلاغ کی ایسی تنظیموں کی فہرست فراہم کرے گی جو اسرائیل نواز اور اسلام دشمن ہیں واضح رہے کہ تنظیم اسلامی کانفرنس کے سکریٹری جنرل حبیب شطی نے اعلان کیا ہے کہ ایسے ممالک، کمپنیوں، کارخانوں اور افراد کی فہرست تیار کی جائے اور نیویارک میں آئندہ ستمبر میں ہونے والے وزراء خارجہ کانفرنس میں پیش کی جائے اسلامی پریس یونین مغربی ذرائع ابلاغ پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اپنی رپورٹ مسلم حکومتوں، بینکوں، فضائی کمپنیوں، جہاز راں کمپنیوں اور سیاحوں کے بیورو وغیرہ کو بھیجی رہی ہے تاکہ انھیں ان ذرائع سے مطلع رکھا جائے جو اسلام اور عالم اسلام کے خلاف اشتعال انگیز رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں ———

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی دلآویز کتاب

سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رح

جدید اڈیشن

عصر حاضر کی مشہور شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رح کے حالات زندگی ان کے نمایاں صفات، ان کا انداز تربیت توازن و جامعیت، تعلق مع اللہ اور معرفت و سلوک کا ایمان افروز تذکرہ،

قیمت مجلد: پندرہ روپے صرف ۱۵/-

مکتبۂ اسلام ۳۷۔ گوئن روڈ لکھنؤ۱

مشرقی یورپ کے ۶۶ لاکھ مسلمان دوسری بڑی قوم ہیں

تلخیص و ترجمہ: محمد [illegible]

قرون وسطیٰ میں مشرقی یورپ کے بعض ممالک مثلاً ہنگری، ڈالماشیا اور جنوبی بلقان کے وہ صوبے جو بازنطینی شہنشاہیت کے حیطۂ اقتدار میں تھے اسلام کے دائرہ حصار میں آچکے تھے بالخصوص ہنگری میں دسویں صدی سے بارہویں صدی عیسوی تک اسلام کو پھلنے پھولنے کا آزادانہ موقع ملا۔ نامور مسلم محقق ابو حامد محمد الغرناطی بارھویں صدی کے وسط میں ہنگری آیا اور کچھ عرصے کام کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ اس کے ادھورے کام کو اس کے بیٹے حامد بن محمد الغرناطی نے مکمل کیا۔ حامد مقامی مسلمانوں کے مفتی کی حیثیت سے اپنی زندگی بھر خدمات انجام دیتے رہے تیرھویں صدی میں مسلمانوں کے خلاف دباؤ بڑھا تو اس کا اثر ہنگری کے مسلمانوں پر بھی پڑا جو قلب یورپ میں آباد تھے۔ البتہ جنوب مشرقی یورپ میں صورت حال مختلف ثابت ہوئی یہاں انگنت گاؤں قصبے اور شہر اب بھی اسلامی زندگی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور انہیں دوسروں سے الگ شناخت کیا جا سکتا ہے اس علاقے کی دو ریاستیں مسلم اکثریت کا علاقہ ہیں یعنی یوگوسلاویہ کی مرکزی جمہوریہ بوسنیا ہرزیگووینا اور البانیا۔ بوسنیا اور یونان کے مسلمان اپنی ثقافت اور روایات اور عبادات میں آزاد ہیں۔ یہاں زیادہ تر ترک اور سلاف نسل کے مخلوط نسل کے مسلمان آباد ہیں عثمانی خلافت کے خاتمہ کے باوجود عثمانی طرز کے مدرسوں اور اداروں نے ان مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی تربیت دی اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی روایات کے حامل ہیں۔ یہ لوگ دوسرے مسلمانوں سے، جنہیں یہاں ترک زبان ابھی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

یورپ میں عثمانی فاتحین کی آمد سے قبل ہی اسلام پھیل چکا تھا اور یہاں مسلمانوں نے اپنی اپنی تنظیم قائم کر لی تھی تاکہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عثمانی فاتحین نے ۱۳۵۴ء میں براعظم یورپ پر یلغار کی لیکن اسلام دسویں صدی کے آغاز ہی سے مشرقی یورپ میں مبلغین اور علماء کے واسطے سے داخل ہو چکا تھا اس لئے یہ کہنا غلط ہو گا کہ اسلام عثمانی خلافت کے دباؤ کے باعث پھیلا ہے۔ یہاں کے لوگوں نے برضا و رغبت اسلام قبول کیا تھا بلکہ یہ حقیقت ہے کہ عثمانی حکمرانوں نے بعض اقتصادی وجوہ کی بنا پر اسلامی تبلیغ کی حوصلہ شکنی کی چنانچہ ترکوں کے زیر نگیں آنے کے بعد اسلام پھیلنے کی رفتار سست پڑ گئی اور زیادہ تر وہی مسلمان رہے جن کے اسلاف نے ترکوں کی آمد سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔

موجودہ صورت حال

تین ممالک یعنی فن لینڈ، آسٹریا اور یونان کے سوا مشرقی یورپ کے دوسرے تمام ممالک سوشلسٹ ہیں۔ یوگوسلاویہ، پولینڈ اور البانیا کے سوا دوسرے تمام ملکوں کے مسلمان دوسری قوموں کے مقابلے میں [illegible] کے ساتھ گھر رہے ہیں۔ بلغاریہ کے سات لاکھ ترک نژاد مسلمانوں کی حالت انتہائی افسوسناک ہے کمیونسٹوں کے برعکس یہاں کیتھولک اور دوسرے قدیم مذاہب نے ان کے خلاف اقتصادی اور ثقافتی محاصرہ مسلسل برقرار رکھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اتنا پروپگنڈا کیا گیا کہ اس کا اثر اجتماعی سطح پر [illegible] کمیونسٹوں میں دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو اسلام کو ترقی اور رجعت پسندانہ نظریات کا حامل سمجھتا تھا جبکہ دوسرے گروہ کے خیال میں اسلام دوسرے تمام مذاہب کے مقابلے میں زیادہ ترقی پسند اور [illegible] استحصال کا مخالف ہے اس لئے مارکسزم اور لینن ازم کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہو سکتے ہیں۔ اشتراکی جمہوری ممالک میں مملکت کا کوئی مذہب نہیں لیکن اس کے باوجود یہ کہنا مشکل ہے کہ مسلمانوں کی حالت تسلی بخش ہے کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ان ملکوں کا رویہ جداگانہ ہے۔ مثلاً یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کو آئینی حقوق حاصل ہیں انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ اور عبادات کی آزادی ہے۔ بوسنیا کے دارالحکومت سراجیوو میں ۱۹۷۷ء میں اسلامی تھیولوجی کا اجرا کیا گیا ہے۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۲ء تک ایک مذہبی دارالعلوم بھی قائم رہا جسے دوسری جنگ عظیم کے بعد بند کر دیا گیا تھا لیکن اب یہ دارالعلوم کھل گیا ہے۔ دو مدرسے بھی کام کر رہے ہیں جن میں فقہ و قرآنی علوم کی اعلیٰ سطح پر تعلیم دی جاتی ہے اور علماء تیار ہوتے ہیں اور انہیں البانوی زبان سکھائی جاتی ہے۔ یہ واحد مقام ہے جہاں البانوی زبان میں اسلام کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے ورنہ البانیا دنیا کی واحد دہریہ مملکت ہے اور یہاں تمام مذاہب سے تبلیغ کے حقوق چھین لئے گئے ہیں چنانچہ مسلمان بالخصوص نئی نسل اپنی روایات کو بھولتی جا رہی ہے یہاں تک کہ یہ اپنا نام بھی اسلامی نہیں رکھ سکتے۔ اسی طرح بلغاریہ میں بھی مسلمانوں کو اسلامی نام اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ انجیل سے اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں لیکن بعض انجیلی نام بھی ان کے لئے ممنوع ہیں مثلاً اسماعیل۔ البتہ یوگوسلاویہ کے علاوہ پولینڈ میں مسلمانوں کو مذہبی طور پر زندگی بسر کرنے کے لئے زیادہ سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ یونان میں مسلمان کم و بیش ایسی حالات سے دوچار رہا البتہ تھریس میں مقیم مسلمان آرام و سکون سے ہیں کیونکہ معاہدہ لوزان کے تحت جو یونان اور ترک حکومتوں کے درمیان طے پایا تھا۔ انہیں تحفظات دیئے گئے ہیں۔ یونانی اس خوف سے تھریس کے مسلمانوں سے بہتر سلوک روا رکھنے پر مجبور ہیں کہ اگر ان کا رویہ خراب ہوا تو ترکی میں رہنے والے یونانیوں کے ساتھ ترک حکومت کا رویہ زیادہ خراب ہو جائے گا اس طرح مسلمان ان علاقوں میں اپنا قومی تشخص برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔

مشرقی یورپ میں مسلمانوں کی عددی قوت

تازہ ترین موصولہ اعداد و شمار کے مطابق مشرقی یورپ کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کی تعداد درج ذیل ہے ممالک کے نام حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب وار ہیں۔

۱۔	البانیہ	(۱۹۷۱ء)	۱۵,۸۰,۰۰۰
۲۔	آسٹریا	(۱۹۷۸ء)	۵۰,۰۰۰
۳۔	بلغاریہ: ترک		۷,۰۰,۰۰۰
	پوماک		۲,۲۰,۰۰۰
	خانہ بدوش	(۱۹۷۱ء)	۲,۳۰,۰۰۰
۴۔	چیکوسلواکیہ	(۱۹۷۱ء)	۲,۰۰۰
۵۔	فن لینڈ	(۱۹۷۸ء)	۱,۰۰۰
۶۔	اشتراکی جرمنی	(۱۹۷۱ء)	۲,۰۰۰
۷۔	یونان	(۱۹۷۱ء)	۱,۱۰,۰۰۰
۸۔	یوگوسلاویہ	(۱۹۷۱ء)	۳۵,۰۰,۰۰۰
۹۔	پولینڈ	(۱۹۷۱ء)	۱۵,۰۰۰
۱۰۔	رومانیہ	(۱۹۷۱ء)	۳۵,۰۰۰
	میزان		۶۵,۹۲,۰۰۰

۱۹۷۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق سوویت یونین اور یورپی ترکی کے سوا مشرقی یورپ کے ملکوں میں قومیتوں کے لحاظ سے مسلمانوں کی تعداد حسب ذیل ہے

۱۔ البانیہ اور یوگوسلاویہ میں رہائش پذیر البانوی	۲۸,۳۱,۹۰۴
۲۔ یوگوسلاویہ، بلغاریہ اور یونان (جہاں بیس ہزار پوماک بھی آباد ہیں) سلاف نسل کے مسلمانوں کی تعداد	۲۰,۹۳,۹۳۲
۳۔ بلغاریہ، یوگوسلاویہ، یونان، رومانیہ اور آسٹریا میں ترک نژاد	۹,۸۰,۰۰۰
۴۔ پولینڈ اور فن لینڈ میں تاتاری مسلمان	۱۶,۰۰۰

باقی مسلمانوں میں خانہ بدوش، یونانی، رومانوی، آسٹروی اور جرمن شامل ہیں۔ حال ہی میں یوگنڈا کے دو سو مسلمان بھی ہجرت کر کے آسٹریا میں آباد ہوئے ہیں۔

مالی طور پر سب سے زیادہ مستحکم یونانی مسلمان ہیں کیونکہ یہاں کی ساری وقف املاک مسلمانوں ہی کی تحویل میں ہیں جبکہ بلغاریہ میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق حکومت چیف مفتی اور پانچ سو اماموں کو تنخواہیں ادا کرتی ہے اور باقی اخراجات ذخیرہ وقف املاک کی آمدنی سے پورے کئے جاتے ہیں۔ بلقانی مسلمانوں کے لئے مساجد اور اپنے دفاتر کے لئے زمین یا عمارتوں کی کوئی کمی نہیں کیونکہ ان کے پیش رو بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں لیکن مشرقی یورپ کی شمالی ریاستوں میں صورت حال اس کے برعکس ہے پولینڈ میں صرف دو قدیم مساجد ہیں جو دور دراز کے علاقوں میں واقع ہیں۔ فن لینڈ کے صدر مقام ہلسنکی میں ایک بہت بڑی عمارت کا ایک حصہ مسجد کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس عمارت کے دو سیٹ کرائے پر ہیں جن کی آمدنی سے مذہبی پروگراموں کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں ہلسنکی سے باہر نماز پڑھنے کے لئے کرائے پر جگہ حاصل کی جاتی ہے، بالخصوص عیدین کی نماز کے لئے سب سے زیادہ مہنگی نماز گزشتہ سال آسٹریا میں ادا کی گئی جہاں چار ہزار مسلمانوں کو عید کی نماز ادا کرنے کا کرایہ سات سو امریکی ڈالر ادا کرنے پڑے۔ یہ جگہ صرف دو گھنٹوں کے لئے حاصل کی گئی تھی۔ اس صورت حال کو سعودی عرب نے زیادہ محسوس کیا اور اسی کی بھاری امداد سے سال رواں میں دارالحکومت ویانا میں ایک بہت بڑی مسجد تعمیر کی گئی ہے جو ترک طرز تعمیر کا شاہکار ہے۔ مسلمانوں کی سماجی بہبود کا مرکز شہر ہی میں ایک شاندار دو منزلہ عمارت میں منتقل ہو گیا ہے جو طرابلس کی جماعت دعوت اسلامیہ کے تعاون سے خریدی گئی ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے قبل وارسا اور بوڈاپسٹ میں عظیم الشان مساجد تعمیر کرنے کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا وہ کمیونسٹ حکومتوں کے قیام کے بعد ترک کر دیا گیا۔ ہنگری کی حکومت نے سیاحوں کی سہولت کے لئے دارالحکومت سے دور واقع پیک کی مسجد کھول دی ہے جو عثمانی خلافت کے دور میں تعمیر کی گئی تھی۔ رومانیہ کے مفتی مصطفیٰ یعقوب نے بتایا کہ یہاں مسلمانوں کے پاس کئی مساجد اور عمارتیں ہیں لیکن وہ کبھی کبھار ہی استعمال میں آتی ہیں۔ مدرسے بالکل خالی ہیں کیونکہ مذہبی تعلیم کے لئے کوئی مسلمان طالب علم داخلہ نہیں لیتا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ رومانیہ کے مسلمانوں کو فعال قیادت میسر نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ رومانیہ کی مقامی زبان میں اسلامی لٹریچر کی شدید قلت ہے۔ اور نوجوانوں میں یہی زبان مقبول ہے۔ یوگوسلاویہ اور ترکی کے مسلمانوں نے اس سلسلے میں رومانیہ کے مسلمانوں کی مدد کرنے کے لئے بہت کچھ کیا لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ البتہ عالم اسلام کو بھی یہاں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

"عوامی جمہوریتوں" میں سے یوگوسلاویہ واحد ملک ہے جہاں "اسلامی تعلیمی نظام" پر مسلمانوں کو عمل درآمد کرنے کی اجازت ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں معقول سطح پر فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور مبلغین اور اساتذہ تیار ہوتے ہیں۔ شرعی ججوں کی تربیت کا سلسلہ ترک کر دیا گیا ہے کیونکہ ۱۹۴۶ء سے تمام شعبۂ زندگی میں اسلامی قوانین پر عمل متروک ہو چکا ہے۔

سراجیوو میں ۱۹۷۷ء کے موسم خزاں میں ایک بہت قدیم مذہبی دارالعلوم دوبارہ کھول دیا گیا ہے یہ ادارہ "مدرسہ غازی خسرو بیگ" کے نام سے معروف ہے اسی طرح بوسنیا کے دارالحکومت میں ایک اسلامی کالج کھول دیا گیا ہے جسے دوسری جنگ عظیم کے بعد بند کر دیا گیا تھا۔ بوسنیا میں طلبہ و طالبات کے لئے مڈل کی سطح تک کے دو مدرسے اور چھ پرائمری اسکول کام کر رہے ہیں۔ دوسرے مدرسوں کو کھولنے میں بڑی دقت اوقاف کی نیشنلائزیشن ہے۔ یہی وقف ان مدرسوں کی آمدنی کا بنیادی ذریعہ تھے۔ اسی طرح اسلامی ثانوی اسکول بھی جو حکومت نے قائم کیا تھا بند کر دیا گیا۔ دریں اثنا جب کنڈرگارٹن کی سطح کے مکتب بھی بند کر دیئے گئے تو مسلمانوں میں اس سے کافی بے چینی پھیلی۔ رومانیہ، بلغاریہ اور البانیہ میں بھی اسلامی تعلیمات کا سلسلہ ختم کرنے میں اسی قسم کے سخت اقدامات کئے گئے، بالخصوص البانیہ نے تو حد کر دی۔ البانیہ کو تو دعویٰ ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد اسلام کو جتنا سخت نقصان اس نے پہنچایا ہے کسی اور نے نہیں پہنچایا ہوگا، حالانکہ اس ملک کی بھاری اکثریت اب بھی اسلام پر ایمان رکھتی ہے اور ان کے نام بھی اسلامی ہیں۔ دوسری عوامی جمہوریتوں کے برعکس مسلمانوں کو اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے اور تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت ہے۔ ۱۹۷۶ء میں ویانا کے مقام پر کیتھولک چرچ کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں "یورپ میں اسلام" کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا گیا تھا اس مقالہ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ صرف بوسنیا میں ہر سال ۲۵-۳۰ مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں اور متعدد مذہبی تعلیمی ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ یوگوسلاوی مسلمانوں کے اپنے جرائد ہیں جن کی آواز بڑی موثر ہے اور یہ مقامی زبان میں شائع ہوتے ہیں ان میں سہ ماہی "ترجمان مسلم" [illegible] کا ایک ماہنامہ اور علماء کا ایک ماہنامہ [illegible] قابل ذکر ہیں۔ البانوی زبان میں ایک جریدہ ماہنامہ "تعلیم اسلام" پرسٹینا سے شائع ہوتا ہے یہیں سے [illegible] ایک جریدہ [illegible] کے نام سے شائع ہوتا تھا اسی طرح ترکی زبان کا ماہنامہ "نور" بھی یہاں کافی مقبول ہے

یونان میں مسلمانوں کے اپنے متعدد تعلیمی ادارے مستحکم بنیادوں پر چل رہے ہیں۔ یہاں سے دو جرائد عربی رسم الخط میں شائع ہوتے تھے لیکن "قدامت پسندانہ پالیسی" کے باعث [illegible] (کمال اتاترک کے حامیوں) کی سخت تنقید کا نشانہ بنے۔ اب معلوم نہیں کہ یہ جریدے شائع ہو رہے ہیں یا نہیں۔

مشرقی یورپ کے کمیونسٹ ممالک میں [illegible] اخبارات و جرائد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیبیا کے سربراہ صدر قذافی نے دورۂ بلغاریہ کے موقع پر بلغاریہ کی حکومت سے وعدہ لیا تھا کہ مسلمانوں کو اسلامی ناموں کی بجائے بلغاری نام اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور ان کے خلاف دباؤ کی پالیسی ترک کر دی جائے گی۔ صدر قذافی کے ساتھ جماعت دعوت اسلامیہ طرابلس کے سیکریٹری جنرل شیخ محمود صبحی بھی تھے۔ دعوت اسلامیہ نے بلغاری مسلمانوں کو تعلیمی اداروں اور مساجد کی تعمیر اور سماجی فلاح کے لئے بھرپور مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا تھا۔

البانیہ مسلم اکثریت کا ملک ہے لیکن وہاں کی کمیونسٹ حکومت نے سب سے زیادہ نقصان اسلام کو پہنچایا

کتاب: المحركات المناهضة للاسلام
مصنف: ڈاکٹر محمد یوسف نگرامی ندوی
ناشر: دار الفکر، بیروت، لبنان

یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، اسلام دشمن تنظیموں ماسونیت (فری میسن)، بہائیت اور قادیانیت کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ کتاب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں مشہور عالمی تنظیم فری میسن کے تعارف، اس کی تاریخ، اس کی اصلیت، تنظیمی ڈھانچہ، اغراض و مقاصد، اس کی سرگرمیوں اور طریقۂ کار وغیرہ بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ ایک پراسرار، دہشت پسند، اسلام دشمن بلکہ انسانیت دشمن خالص یہودی تنظیم ہے۔ یوں تو اس کا عمومی مقصد مذاہب اور انسانی اقدار سے لوگوں کو برگشتہ کرنا ہے مگر اس کا خاص نشانہ اسلام اور اہل اسلام ہیں۔

دوسری فصل میں بہائیت کی تعریف، اس کے بانی و مجدد کے احوال و افکار، اس کی تاریخی نشو و نما، اعتقادات و عبادات، اغراض و مقاصد، طریقۂ کار اور صیہونیت سے اس کے تعلقات وغیرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ باطنیت ہی کی ایک شاخ ہے جو ابتداءً بابیت کہلائی پھر بہائیت کے نام سے موسوم ہوئی۔ فری میسن سے اس کے گہرے روابط رہے ہیں اور اسی کی طرح اس کے اندر بھی اسرار و رموز کا طریقۂ کار اپنایا جاتا ہے۔

تیسری فصل کے اندر برصغیر کی دشمن اسلام تحریک قادیانیت کا جائزہ پیش کرتے ہوئے اس کے بانی کے احوال و افکار، اس کی تاریخ، اعتقادات، اسلام دشمن سرگرمیاں، اس کی اصلیت اور صیہونیت سے اس کے تعلقات پر بحث کی گئی ہے۔

تینوں تنظیموں کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ وہ یہودیت جو فری میسن جیسی تنظیم چلاتی ہے، اسی نے ایران میں بہائیت کی اور برصغیر میں قادیانیت کی نہ صرف سرپرستی کی اور فروغ دیا بلکہ خود فری میسن کے دانشوروں نے ان کی فکری تعمیر میں حصہ لیا ہے۔

نام کتاب: العلاقات السياسية والثقافية بين الهند والخلافة العباسية
مؤلف: ڈاکٹر محمد یوسف نگرامی ندوی
ناشر: دار الفکر، بیروت، لبنان

یہ کتاب ڈاکٹر محمد یوسف نگرامی ندوی کا وہ مقالہ ہے جو انھوں نے قاہرہ یونیورسٹی میں ایم۔اے کے لئے لکھا تھا، اس میں ہندوستان اور خلافت عباسیہ کے سیاسی و ثقافتی تعلقات، علمی و ادبی اثرات اور دینی و فکری احوال بالتفصیل ذکر کئے گئے ہیں۔ تمہید میں ہندوستان کے جغرافیائی، مذہبی و تہذیبی احوال لکھے گئے ہیں۔ پھر اسلام سے پہلے اور اسلام کے ابتدائی دور میں عرب و ہند کے روابط اور ان کے وجوہات و اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر دور عباسی کو بالتفصیل دو بابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا باب سیاسی تعلقات پر اور دوسرا باب ثقافتی و دینی تعلقات پر ہے۔ خلافت عباسیہ سے ہندوستان کے سیاسی روابط کے تین دور ہیں۔ پہلا دور وہ ہے جب ہندوستان (شمال مغربی خطہ) خلافت عباسیہ کا ایک صوبہ تھا۔ دوسرا دور وہ ہے جب یہاں کی حکومت تو مستقل و خود مختار تھی مگر خلافت ہی کا جزو شمار ہوتی تھی۔ تیسرا دور وہ زمانہ ہے جب یہاں کی حکومت و حکمراں سب خود مختار تھے اور انھوں نے دوسری امارتوں کو اپنے زیر حکومت شامل کر لیا تھا۔ خلافت عباسیہ سے ان کا سیاسی تعلق محض خطابات و ہدایات کا رہ گیا تھا۔ ان ادوار کا ذکر کرتے ہوئے ان کے ثقافتی دینی و معاشرتی حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

دوسرا باب دو فصلوں پر مشتمل ہے، پہلی فصل میں ہندوستان و بغداد کے دینی روابط کا ذکر ہے اور دوسری فصل میں ثقافتی تعلقات کا۔ اس باب میں بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح مسلم تہذیب و ثقافت سے ہندوستان کا معاشرہ متاثر ہوا اسی طرح ہندوستان کی تہذیب و تمدن سے مسلمان متاثر ہوئے۔ تینوں ادوار میں ثقافتی، ادبی، فکری، دینی روابط کس طرح دونوں حکومتوں کے لئے موثر ہوئے اور کیا کیا اثرات قبول کئے، تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

نام کتاب: زنانی چہل حدیث، مرتب: جناب ابن غوری صاحب ایم۔اے
پتہ: بھونگیر (اے۔پی) سائز: $\frac{20\times30}{32}$ صفحات: ۱۶
کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ۹۰ پیسے

ناشر کا نام درج نہیں، غالباً یہ کتابچہ مرتب ہی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

کتابچہ کے نام ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں عورتوں سے متعلق بعض احادیث کا انتخاب کر کے شائع کیا گیا ہے۔ ابن غوری صاحب کی یہ فکر قابل داد ہے کہ ان کی توجہ اس موضوع کی طرف ہوئی ورنہ ہماری صنف نازک کو کم ہی پوچھا جاتا ہے۔ خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ یہ کتابچہ عورتوں کے لئے مفید ثابت ہوگا اور چونکہ ان میں قبول اور پذیری کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے توقع ہے کہ ان کو اس کتابچہ سے بیش از بیش فائدہ بھی پہنچے گا۔

بمبئی میں
خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ و لذیذ
سلیمانی افلاطون
اس کے علاوہ خصوصی پیشکش
ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک * قلاقند * ملائی * برفی * کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے، بمبئی — فون 320059
بیکری: ۳۳۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳